

# رمز جنون

حوریہ فاطمہ

میری جدائیوں سے وہ مل کر نہیں گیا  
اس کے بغیر میں بھی کوئی مر نہیں گیا

دنیا میں گھوم پھر کے بھی ایسے لگا مجھے  
جیسے میں اپنی ذات سے باہر نہیں گیا

کیا خوب ہیں ہماری ترقی پسندیاں  
زینے بنا لیے کوئی اوپر نہیں گیا

جغرافیے نے کاٹ دیے راستے مرے  
تاریخ کو گلہ ہے کہ میں گھر نہیں گیا

ایسی کوئی عجیب عمارت تھی زندگی  
باہر سے جھانکتا رہا اندر نہیں گیا

ڈالانہ دوستوں کو کبھی امتحان میں  
صحرا میں میرے ساتھ سمندر نہیں گیا

اس وقت تک سلگتی رہی اس کی آرزو  
جب تک دھوئیں سے سارا بدن بھر نہیں گیا

ذلت کے بھاؤ بک گئیں عزت مآبیاں  
دستار اس کی جاتی رہی سر نہیں گیا

خواہش ہوس کے روپ میں اچھی نہیں لگی  
دنیا کو فتح کر کے سکندر نہیں گیا

کاندھوں پہ اپنے لوگ اسے لے گئے کہاں  
پیروں سے اپنے چل کے مظفر نہیں گیا

مظفر وارثی

ایک قطار میں بندھی سولہ گاڑیاں محل نما حویلی کے سامنے آکر روکیں۔۔۔ جسے دُہن کی طرح  
سجایا گیا تھا۔۔۔ گاڑیوں کے روکتے ہی ایک شور برپا ہوا۔۔۔۔۔ حویلی کی عورتیں اور ملازم اشتیاق  
سے سب سے آگے والی گاڑی کو دیکھ رہے تھے جس کے دروازہ ابھی بند تھے

"لو آگیا میرا شیر۔۔۔۔۔ میدان مار کر "

عورتوں میں سب سے آگے کھڑی تھوڑی ظریف مگر مغرور سی "دادی صاحب " اپنی گردن اکڑائی  
اپنے پوتے کی منتظر تھی

گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا تو نوٹوں کی بارش کر دی گئی۔۔۔۔۔

مکمل وجاہت رکھنے والا۔۔۔۔۔ موسیٰ زارک بے نیازی سے تیز قدم چلتا اپنی دادی کی طرف آیا  
"آج حساب برابر کر کے آئے ہیں۔۔۔۔۔ دادی صاحب "

گردن میں جیسے سریا اٹکا ہو اور آواز مدہوش کر دینے والی۔۔۔۔۔ شہید رنگ کی کانچ کی چمکتی آنکھیں  
۔۔۔۔۔ جیت کا نشان لیے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔ بال ہلکے سے آگے کی طرف ماتھے پر اپنی سلطنت  
جمائے اُسکی شخصیت میں نکھار پیدا کر رہے تھے۔۔۔ سفید رنگ کا شلوار قمیض شاید اُس سے زیادہ  
کسی پر ججتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ سفید مرمی سے ہاتھ بار بار بالوں کو سیٹ کر رہے تھے



"آج ثابت کر دیا کہ۔۔۔۔۔ تم میرا ہاشم کا خون ہو جو دُنیا کو بدل سکتا ہے پر اپنے اصول نہیں

۔۔۔ جیتے رہو "

سر خم کرتا تھوڑا سا نیچے کو جھکا تو دادی صاحب نے اپنے چھ فٹ سے نکلتے پوتے کا ماتھا چوما

پیچھے کھڑیں۔۔ نگہت بیگم کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔۔۔ اپنی تربیت پر افسوس ہوا۔۔۔۔۔ جو اپنے بیٹے

کو اس قابل نہ بنا سکی کے اصولوں اور عزتوں میں فرق رکھا جاتا ہے

اپنے کاندھے سے چادر صحیح کرتی اندر کی طرف چلی گئیں

"لڑکیوں۔۔۔۔۔ نکالو میری بہو کو گاڑی سے "

تھوڑا سا آگے ہو کر سامنے کھڑی ملازم عورتوں کو حکم دیا

موسیٰ نے اپنی اکڑی ہوئی گردن پیچھے کی طرف کی تو حویلی کہ اندر داخل ہوتی نگہت کو دیکھا تو

توصف سے سر جھکایا

"بی بی جان۔۔۔۔۔ بہو رانی تو بے ہوش ہیں "

ایک نے آگے آکر دوپٹہ سے منہ ڈانپتے ہوئے کہا

موسیٰ اپنے موبائل میں مصروف تھا اُسکی بات سنتے ہی نظریں اٹھائیں تو ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گاڑی کی طرف گیا۔۔۔۔۔ دروازہ پہلے ہی کھولا ہوا تھا وہ تین چار چادروں میں لپٹی دوسری سائڈ سے لگی ہو تھی

ایک ہاتھ جو تھوڑا سا نظر آرہا تھا وہ شاید سردی سے نیلا ہو رہا تھا  
"موسیٰ بیٹا کوئی نکال لائے گا تم کمرے میں آکر بات سن لو میری"

وہ کہتی آہستہ آہستہ چلتی اندر کی طرف چلی گئیں

بہت سارے ملازم اور دوسرے لوگ جو شادی میں شرکت کرنے آئے تھے۔۔۔۔۔ اُسکی طرف ہی دیکھ رہے۔۔۔ جو اُسے کافی ناگوار گزرا

"جاؤ سب"

اونچی اور گمبھیر آواز میں بولا تو ایک سیکنڈ میں وسیع لان نما حصہ خالی ہو گیا  
دوسری طرف سے جاکر نازک سی جان کو مضبوط باہوں میں بھرا اور اندر کی طرف چلا گیا  
ایک غلط نظر بھی اُسکے وجود پر نہیں ڈالی تھی

دادی صاحب جو کمرے میں اُسکا انتظار کر رہیں تھیں سامنے اُسے۔۔۔۔۔ لڑکی کو بازوؤں میں اٹھے  
سیڑھیاں چھڑتے دیکھا تو حیرت ہوئی  
"دادو دیکھیں۔۔۔۔۔ وہ اُسے لیے جا رہا ہے"

پچھے کھڑی روہاب نے روتے ہوئے دادی کے گلے میں بازو ڈالے  
"میری شہزادی۔۔۔ ایک پاگل لڑکی ہے وہ۔۔۔۔۔ بیہوش تھی تب موسیٰ نے یہ جرت کی ورنہ  
۔۔۔۔۔ ایسی کسی حرکت کا روادار نہیں ہو سکتا"  
اُس کے بال سہلاتے ہوئے بولی

"دادو۔۔۔ لڑکی کے ساتھ زبردستی کی ہے کیا۔۔۔۔۔ وہ بے ہوش کیوں ہے"  
اُنکے سامنے آئی۔۔۔۔۔  
"وہاں ایسی کوئی بات کا فیصلہ گھر کی عورتوں کو نہیں سنایا جاتا تھا بس حکم دیا جاتا تھا"۔ اسلئے  
روہاب بھی ناواقف تھی

"بس ایک بدلہ تھا ہمارے اُنکی طرف آج میرا پوتا وہ چکتا کر کے آیا ہے۔۔۔۔۔ اور لڑکی کی رضا  
مندی شامل ہے۔۔۔۔۔ یہ کوئی فلم یہ ڈراما تھوڑی ہے یہاں گن پوائنٹ پر نکاح ہو"



جبکہ ہونٹ سردی کی زیادتی سے نیلے پڑے ہوئے تھے۔۔۔ آنکھوں میں اجنبیت اور خوف تھا  
۔۔۔ پورے کمرے کو ٹکر ٹکر دیکھنے کے بعد بھی کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا

کمرہ سپید رنگ سے مطیعین جس میں ہر چیز سفید ہی رکھی گئی تھی۔۔۔ سامنے کسی کڑیل جوان کی  
تصویر تھی جو چیئر پر بیٹھا دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ بلیک رنگ کا تھری پیس جس میں اُسکی  
رنگت چمک رہی رہی تھیں۔۔۔

اُسے دیکھتے ہی ماہ رخ کی آنکھوں میں خوف نہ پنچے گاڑے۔۔۔ جسم ہولے سے کانپنے لگا  
۔۔۔۔۔ آج تک اپنے باپ کے علاوہ کسی کو دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ سر میں درد کی لہر اُٹھی جو  
آنکھوں کے آگے اندھیرا لے آئی۔۔۔ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے درد کو برداشت کرنے کی  
کوشش میں تھی جب واشروم کا دروازہ کھولا

ماہ رخ نے جھٹکے سے سے اٹھایا۔۔۔ وہی انسان سامنے تھا  
"بابا۔۔۔"

حلق کے بل چلائی اور ساتھ ہی بیڈ پر کھڑی ہو گئی چادر جو پورے جسم کو ڈھانپے ہوئے تھی بیڈ پر  
ہی رہ گئی

دوسری طرف موسیٰ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"بے شک اگر وہ پاگل پن کا شکار نہ ہوتی تو موسیٰ زرک کا پہلا عشق ہوتی "

چند سیکنڈ کے لیے اُس پری پیکر کو دیکھا جو بیڈ پر سہم کر کھڑی تھی

موسیٰ زرک کی سوچ جو نکاح سے چند پل پہلے اُسکے ذہن میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ جس کو گھر

والے خود نکال رہے ہیں یہی قیامت لکائی بد صورت یہ موٹی لڑکی ہوگئی لیکن پتلی کا پتہ تو چل چکا تھا

اُسے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے ہی لیکن یہ معلوم اب ہو رہا تھا کہ وہ کوئی شہزادی تھی

"مجھے نہیں مارو۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔میں پاگل نہیں ہوں"

اُسکی آواز خیالوں کی دُنیا سے باہر لائی تو چہرے کے تاثرات سرد ہوئے۔۔۔ آنکھوں میں سُرخ

دوڑے واضح ہوئے۔۔۔۔۔

"نیچے بیٹھو"

وہی کھڑے نے ہے اونچی آواز میں کہا اور اگلے عمل کافی حیران کن تھا

ماہانچے ہوتی ہے سیڈ ٹیبل پر پڑے لمپ کو اٹھا کر موسیٰ کی طرف اچھلا

"پاگل عورت۔۔۔۔۔کیا کے رہی ہو"

اونچی آواز میں چلاتا ہوا اُسکی طرف آیا

"ڈر گیا۔۔۔ ڈر پوک ڈر گیا"

پہلے جن آنکھوں میں ڈر تھا اب وہاں خوشی ناچ رہی تھی وہ ہنستے ہوئے اُسکا مذاق بنا رہی تھی جو موسیٰ کی برداشت سے باہر تھا

"میں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا"

اُسکے قریب آکر چلایا اور ایک نظر سارے کمرے کو دیکھا یہاں کسی کی جرت نہیں تھی کسی چیز کو ہاتھ لگانے کی

"پتہ ہے نسرین۔۔۔ آج میری گڑیا کی شادی ہے"

وہی ہنستی آنکھیں ایک سیکنڈ میں رونے لگ گئیں

زرک ایک نظر خود کو دیکھ کر رہ گیا وہ کس طرف سے لڑکی لگ رہا تھا

"تمہیں بخار ہے۔۔۔ جاؤ کپڑے بدل کر آؤ"

اُسکے نیلے ہاتھ اور سُرخ دکھتی ہوئی رنگت دیکھ کر تھوڑا نرم ہو کر بولا

"تمہارے بھائی نے مارا ہے میری۔۔۔ بہنا کو"

آنکھوں میں یکدم سے آنسوؤں کے سمندر اٹھ ائے

"دفع ہو جاؤ۔۔۔ کپڑے بدلو"

چیخ کے اُسکی آواز کا گلا گھونٹا۔۔۔ ایک تو اپنی قسمت پر رونا آرہا تھا دوسرا تو سراپے امتحان بنی  
کھڑی تھی اُسکے سامنے۔۔۔۔۔

دوسری طرف کوئی اثر نہیں ہوا جیسے سنائی ہی نہ دیا ہو

پر اب آنکھوں میں آنسو غائب تھے

"مجھے کپڑے بدلنے نہیں آتے"

نچلا ہونٹ باہر نکال کر ایک کمسن بچے کی طرح معصومیت سے بولی

یہ پہلی بات تھی جس کا جواب درست آیا تھا لیکن موسیٰ کو لگا تھا آج اُسکی قسمت نے مذاق بنا دیا  
ہے اُسکا

"موسیٰ زرک جس کے آگے کسی کی بولنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ اُسکا ہر حکم اگلے سیکنڈ بجہ لایا جاتا

تھا۔۔۔ ایک رعب تھا اُسکا نام سن کر لوگ الرٹ ہو جاتے تھے اور ایک طرف اُسکی چند لمحے پہلے

زندگی میں آئی ہوئی لڑکی۔۔۔ ایک پاگل۔۔۔ ان پڑھ۔۔۔ جسے کپڑے بدلنے تک کہ سلیقہ نہیں



تھا۔۔۔ قسمت نے اچھا کھیل کھیلا تھا اُسکے ساتھ۔۔۔۔۔ پتہ تھا۔۔۔۔۔ یہ عذاب کچھ ماہ کے لیے ہے۔۔۔  
ایک پڑھی لکھی زمانہ شناس لڑکی۔۔۔ سب سے بڑھ کر انی اونچے خاندان کی۔۔۔۔۔ جس کے کام نوکر  
کرتے تھے۔۔۔۔۔"

ساری سوچوں سے سر جھٹکا اب چہرے پر سرد تاثرات قائم ہو چکے تھے۔۔۔ آنکھیں ہلکی سرخ جبکہ  
بالوں کو مسلسل ایک ہاتھ سے پیچھے کر رہا تھا  
"نوری"

ایک آواز لگا کر کمرے کے ایک سائڈ پر بنے ہوئے ٹیرس پر چلا گیا یہاں دروازہ کھولتے ہی ٹھندی  
ہوا کہ جھونکا آیا تو غیر ارادائی طور پر دروازہ بند کر گیا۔۔۔۔۔  
پیچھے ابھی بھی مرون رنگ میں سچی بیڈ پر کھڑی تھی آنکھیں اداس تھیں۔۔۔  
"سلام بیگم صاحبہ"

باہر سے آکر نوری سے اچانک سے کہا تو

"اوہ.... بچاؤ۔۔۔۔۔ مجھے بچاؤ"

بیڈ پر ہی کھڑی چیخیں مار رہی تھی جبکہ چہرے دونوں ہاتھوں میں چھپا رکھا تھا

نوری ڈر کے مارے دروازہ سے لگ گئی

پہلے تو حیران ہوئی تھی کیوں کے سب یہی کہہ رہے تھے کے کوئی بد صورت سی لڑکی ہے لیکن  
یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہوا تھا وہ تو کوئی شہزادی لگ رہی تھی

"چپ کرو"

تیز آواز کانوں میں پڑی تو منہ سے ہاتھ اٹھایا

اب جو میک اپ آنکھوں پر کیا گیا تھا سارا بالکل خراب ہو چکا تھا لائٹر پھیل کر گالوں تو تک آگیا  
تھا اور سموکی میک اپ کا جو حشر ہوا تھا اُسکی کوئی مثال ہی نہیں تھی

"نوری لا کر جاؤ واش روم میں اچھی طرح منہ دھلاؤ اور کوئی آرام دہ کپڑے دو اسے پہنے کو  
---کمرے کو بھی صاف کر دینا۔۔۔ ایک بات اور تم اب اسی کمرے میں اس کے پاس رہو  
گی"

ایک نظر کمرے کو دیکھا جہاں بچارا لیمپ بکھرا پڑا تھا اور بغیر اپنی چند گنٹھوں کی بیوی کی طرف  
دیکھے باہر چلا گیا

اور ماہ رخ کی چیخیں ایک مرتبہ پھر بلند ہوئیں

ساڑھی لگائے دوسری طرف بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر بولی جو تھوڑی پریشان سی بیٹھی تھی

الفاظ میں تھوڑی سی سختی در آئی۔۔۔ اب ایسا تھوڑی نہ تھا روز ہی ایک دھمکی سن کر وہ چُپ رہے  
لیکن آواز بے حد نیچی تھی

"لڑکی۔۔۔۔ تم پریشے سے مقابلے مت کرو۔۔۔ وہ ماشا اللہ باہر کے ملک میں ہوتی ہے۔۔۔ اور ابھی تو اُسکے شوہر کا کوئی پلان نہیں ایسا اور نہ ہی پرشے میری کل کی بچی ابھی یہ ذمہ داری اٹھا سکتی ہے۔۔۔۔ ورنہ اب تک تو مجھے دو بار نانی بنا دیتی"

اپنی بیٹی کی بات آئی تو اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور اتنا بلند بول رہی تھی کہ سامنے لان میں کام کرتا مالی اُنکی طرف حیرت سے دیکھ رہا تھا

"تو میرے اوپر بھی امی کئی ذمیداریاں ہیں۔۔۔ سارے گھر کو میں دیکھتی ہوں۔۔۔ دادو کو میں سنبھالتی ہوں۔۔۔ سارا کچن میرے سر ہے۔۔۔۔۔"

تھوڑے سے دُکھ کی رمق اُسکے لہجے میں آئی

"لوجی اب بچے پیدا کرنے کے لیے اب میں کام کروں۔۔۔ بی بی ساری لڑکی کام بھی کرتی ہیں اور پانچ پانچ بچے بھی سنبھالتی ہیں۔۔۔ مگر تمھاری تو بھئی زبان ہی اللہ کی پناہ ہے"

اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے دوبارہ غصہ سے بیٹھ گئی

"تو امی۔۔۔ عمر آجائیں گے تو بچہ کا بھی سوچ لیں گے۔۔۔۔۔"

اُٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی یہ بحث تو کئی گھنٹے لیتی تھی اور اُسکا ابھی سارا کام پڑا تھا

اب یہ بات زبان پر آتی آتی رہ گئی کہ اُسکا اپنا بیٹا ابھی یہ کہتا ہے کہ وہ کمزور جان ہے اُس پر ابھی بچوں کا بھوج نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔ لیکن پھر بھی یہی بات منہ اور واپس پڑنی تھی کہ اُسکے بیٹے تعویذ گنڈے کے ذریعہ اپنے ہاتھوں میں کیا ہوا ہے

"نہ بہن آج کل کی اولاد کہاں سنتی ہے۔۔۔ ایک اب ہڈیوں میں جان ہی نہیں ہے ورنہ کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھوں"

دوسری طرف سے آواز آئی

چہرے پر بلہ کی چالاکی سجائے اپنے دوغلے پن کو چھپانے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔۔

مرحاً اُسکی باتوں کا اثر لیے بغیر کچن صاف کر رہی تھی جو کنیز بیگم کو کافی کھٹک رہا تھا

"ہمیں بھی اللہ نے خوش خبری دی ہے اللہ تمہاری بھی سنے گا"

دوسری طرف سے خوشی جذبات لیے بولی

"میری تو پریشہ ذرا کمزور سی ہے۔۔۔ میرا تو بس چلے اپنی بچی کے پاس آجاؤں۔۔ اُسے بستر سے نہ اُترنے دوں "

اپنی بیٹی کی بات پر ممتا نے جوش مارا

"لو بھلا ہم نے پلکوں پر بیٹھایا ہوا ہے۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی بہن۔۔۔ میری کونسا کوئی بیٹی ہے  
۔۔۔ بس سارا دن اُسکے پاس ہی رہتی ہوں"

کنیز بیگم کو کچھ اطمینان ہوا

تھوڑی بہت اور باتیں کر کے فون کٹ گیا

"کنیز کہ بقول بیٹی کا گھر بسانے کے لیے ماں کا اہم کردار ہوتا ہے وہ کس طرح اُسکے سسرال کو  
قابو میں رکھتی ہے۔۔۔ اب پریشہ جیسی ہر لحاظ سے مڈیو کر لڑکی کے لیئے اتنا اچھا رشتا ڈھونڈنا اور  
پھر اُسکا گھر بستا رکھنے میں کنیز اہم کردار ادہ کر رہی تھی"

"بھئی ہمارے تو کان ترس گئے کے ہمیں بھی کوئی خوشی کی خبر ملے پر نہ بھئی جب کچھ ٹھیک  
ہوگے تو خبر ملے گئی پتہ نہیں کونسی بیماریاں اندر پیدا ہوئیں ہیں۔۔۔ میں تو کہا تھا کہ ایک اچھی دائی  
میرے جاننے والی ہے پر سنتا کون ہے"

آج تو کنیز بیگم خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔۔ پورا ہفتہ تو پچھلی بار کی باتوں کی وجہ سے  
چُپ تھی لیکن آج جب سے پتہ چلا تھا کہ بیٹی ماں بننے والی ہے تو مرحا کے بُرے دن پھر سے  
آن پہنچے تھے

"امی میں دادو کے پاس جارہی ہوں۔۔"

مرحہ بوجھے دل کے ساتھ سیڑھیوں کے طرف گئی

"بات سنو پہلے میری"

کنیز جلدی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو مرحہ کے قدم بھی وہیں رک گئے

"میری شادی کو ابھی دو ماہ ہوئے تھے جب عمر کی خوش خبری مل گئی تھی تھی تمہاری کو دو سال

ہو گئے ہیں۔۔۔۔ یہ تو میرے ساتھ دائی کے پاس چلو یہ پھر عمر کو شادی کی اجازت دو"

مرحہ کے سامنے آکر سخت آواز میں بولی

تو مرحہ واپس موڑی

"ٹھیک ہے کر لیں آپ اپنے بیٹا کی شادی۔۔۔ لیکن یہ بچوں کے طنے مت دیا کریں۔۔۔۔ یہ پھر

اپنے بیٹا سے کہیں۔۔۔۔ ایک سال ہو گیا ہے اُن کو گے ہوئے۔۔۔۔ مجھے بتا دیں اُنکے بغیر آپکو

دادی کیسے بنا دو۔۔۔۔ بات سچی ہے غور کر لیجئے گا"

مرحہ اُنہیں ہکا بکا چھوڑ کر سیڑھیاں چھڑ گئی





"میری جان اُداس ہوگئی ہے کیا "

دوسری طرف تھکن سے بھرپور آواز کانوں میں پڑی

"عمر آجائیں نہ۔۔۔۔ ہمیں اپنے بچے پلان کرنے چاہیے اب "

بے بس سی ہو کر بولی ایک عورت کے لیے سب سے مُشکل امر بچوں کا نہ ہونا ہی ہوتا ہے بے شک اُنکی شادی کو ابھی ڈیڑھ سال ہی ہوا تھا لیکن اُسکی ساس کے مطابق بچہ شادی کے نو بعد ایک ضروری امر ہے گھر بسانے کے لیے

"مرحہ کیا ہم اپنے بارے میں بات نہیں کر سکتے۔۔۔۔ سارے دن اِس وقت کا انتظار کرتا ہوں تب تمہاری سے بیکار سی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔۔ لوگ آٹھ آٹھ سال بچہ کا نہیں سوچتے "

عمر کی رگیں تنی۔۔۔۔ جس کے لیے سارا دن خون پسینہ ایک کرتا تھا وہ اُسے سمجھ ہی نہیں رہی تھی

"مرحہ "

اب شرمندگی سے پکارا کیوں کہ آگے سے کوئی جواب وصول نہیں ہوا تھا

اُسے لگا وہ ناراض ہو گئی ہے تو جلدی سے بات کو کلیئر کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ساتھ کپڑے پریس کر رہا تھا بیرون ملک مقیم لوگوں کا یہی تو حال ہوتا ہے سارا کام خود کرنا ہوتا ہے

آواز میں نرمی آئی جو دوسری طرف آسانی سے محسوس کر لی گی

"اؤں گا یار۔۔۔۔۔ بہت جلد"

مرحافون لیے ہی مرر کے سامنے گئی اور لائٹ آن کی

"عمر اب میں بدل گئی ہوں۔۔۔ موٹی بھی ہو گئی ہوں۔۔۔ ہمیں بے بی کے بارے میں سوچنا چاہئے

## ایک تفصیلی جائزہ لے کر بولی

آنکھوں کے حلقے۔۔۔چہرے پر افسردگی۔۔۔آنکھیں بے رونق سی۔۔۔ کمزور تو شاید پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی تھی چہرے کی رنگت میں بھی واضح تبدیلی آئی تھی اتنے عرصے میں "جب حُسن کو سراہنے والا پاس نہ ہو۔۔۔آس پاس کوئی کسی کو فکر نہ ہو تو بلا کا حُسن بھی ماند پڑ جاتا ہے"

"یہ تو آؤں گا تو پھر دیکھوں گا نہ۔۔۔اور بچوں کی ضد مت کیا کرو۔۔مجھے پسند نہیں ابھی تمہارے اور میرے درمیان کوئی دوسرا آئے"

عمر کی آواز اُبری تو فون کی طرف متوجہ ہوئی

دل تھوڑا سا بُرا ہوا تو فون کاٹ کر دوبارہ بیڈ اور آگئی اور گھٹنوں میں سر دے کر اپنی سسکیاں روکنے لگی

"سارا دن کس طرح وہ گزرتی تھی وہی جانتی تھی ہر طرف سے ایک ہی طعنہ۔۔۔ہر طرف ایک ہی آواز۔۔۔وہ بھی کیا کرتی اب ہمت ختم ہو رہی تھی سارا دن ایک اچھی بہو ایک اچھی بیوی بن کر رہتی تھی اور رات کو ایک کمزور عورت جس کی زندگی میں ہر طرف غم ہی تھے اور غلغلہ اتنی دور بیٹھا تھا

یا پھر محبت سے نواز دیجئے

غیر بن کے ہمی سہی پر آواز دیجئے

## انتخاب

لائٹ چلتی ہی رہ گئی جبکہ کھڑکی سے جنکاتا چند اُداس تھا اُس کے حوصلے پر



موسیٰ ٹانگ پر ٹانگ درے صوفے پر بیٹھا اُنکی طرف متوجہ تھا جو اپنے بھاری زیورات اُتار رہیں تھیں اور ساتھ ہی اُسکا ذہن میں اپنی نئی کہانی بن رہی تھی

"دادی صاحب۔۔۔ موسیٰ زرک مر تو سکتا ہے کبھی اپنی بات سے مکر نہیں سکتا۔۔۔ روحاب میری عزت ہے میرے نام کی انگوٹھی اُسکے ہاتھ میں ماجود ہے جو اس بات کو نشان دہی ہے کہ موسیٰ اپنی بات پر آج بھی قائم ہے۔۔۔ اُس پاگل کی طرف کیا کھنچنوں گا جو اپنا منہ تک نہیں دھو سکتی"

آخر میں نفرت سا ہنگار بھرا۔۔۔ اُسے اب روہاب آسمان کی پری جبکہ ماہ رخ۔۔۔۔۔ اُس کے بارے میں کچھ بھی ذہن میں نہیں تھا

حال کچھ اور تھا، کچھ اور بتائے رکھا

اک تیرے واسطے کتنوں کو بٹھائے رکھا

ہم نے تا عمر کسی اور کا چرچا کر کے

اپنا محبوب زمانے سے چھپائے رکھا

انتخاب

"تم اپنا زیادہ ٹائم روہاب کو دیا کرو۔۔۔ ہماری نسل کی امین ہے وہ۔۔۔۔۔ بلکہ جاؤ ابھی رو رہی ہوگی  
اُسے تسلی دو اور تمہارا کمرہ نیچے سیٹ کروا دیا ہے "

ہاتھوں پر لویشن لگاتی ہوئی گوئی لہجہ واضح تھا کہ اب وہ جاسکتا ہے

موسیٰ اپنا موبائل اٹھا کر ناک کی لکیر سے باہر چلا گیا

سامنے ہی نگہت بیگم کھڑی تھیں گویا اُسکے باہر آنا کا انتظار

"میں تھک گیا ہوں ماں۔۔۔ ابھی کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا آرام کروں گا "

پاؤں کا رخ روہاب کے کمرے کی طرف تھا

"تمہیں اپنی بیوی کے پاس آرام کرنا چاہیے نہ کے۔۔۔ کہیں اور سکون حاصل کرتے پھرو"

وہ اُسکے ساتھ ہم قدم ہوئی تو اُنکی بات کا مفہوم سمجھتے ہی موسیٰ کے چلتے پاؤں رکے

وائٹ سوٹ پر اب کافی سلوٹیں پڑھ چکیں تھیں اور ماتھے پر بل کی تعداد بھی یکدم زیادہ ہوئی  
"ماں میں عزت کرتا ہوں آپ کی۔۔۔۔ اور اپنے کردار کی گواہی دینے کی ضرورت نہیں مجھے۔  
۔۔۔ صرف روہاب کو دیکھنے جا رہا ہوں"

نہ چاہتے ہوئے بھی بات واضح کی

"صاحب نئی بہونے آپ کی سارے پر فوم اور دوسری چیزیں توڑ دیں ہیں"

ابھی نگہت بیگم کچھ اور کہتی ریلنگ سے جنکاتی نوری نے اطلاع دی جس سے موسیٰ کو آگ لگ گئی  
"ساری دُنیا سے مہنگے اور برانڈڈ کلون اور پر فوم کی ایک اچھی کولکشن اُس کے پاس موجود تھی جو کافی  
سالوں سے مختلف ملک سے اُس نے لیے تھے کیونکہ اُسے اچھی خوشبوئیں پسند تھی۔۔۔ اور آج ماہ کی  
خیر نہیں تھی"

تیز تیز ڈھگ بھرتا سیڑھیاں پھلانگ رہا تھا جبکہ نگہت اُسکے پیچھے اپنی بہو کو بچانے کے لیے بھاگ  
رہی تھیں

کمرے میں آیا تو خالی کمرے نے منہ چڑایا جو اُسکے غصہ کو ہوا دے گیا

"کدھر ہے وہ پاگل عورت"

نوری کی طرف متوجہ ہوا

"وہ اُدھر ہیں"

اُسکی انگلیں کے اشارے سے دیکھا تو تقریباً ماہ رخ بیڈ کے نیچے گھسی ہوئی تھی جبکہ سارے کمرے میں خوشبوؤں کا سیلاب اُٹھ آیا تھا۔۔۔۔۔ اتنی خوشبوؤں سے موسیٰ سا سر گھوم رہا تھا جبکہ نگہت بیگم اپنے ناک پر دوپٹہ رکھے ہوئے تھی

"نکلو باہر"

دو قدم آگے بڑھائے تو وہ اندر کی طرف کھسکی

"میں جھپین چھپائی کھیل رہی ہوں۔۔۔"

اب بالکل نیچے چلی گئی تھی بس اُسکے لہنگے کی سائڈ نظر آرہی تھی

"اُسکے کپڑے کیوں نہیں بدالوے۔۔۔۔۔ اور منہ بھی نہیں دھویا"



اب اُسکو چھوڑ کر نوری کی طرف آیا جو دروازہ کے پاس کھڑی تھی۔۔۔ ماہ رُخ ابھی بھی میک اپ سے اُلٹے چہرے کے ساتھ تھی بس اب اوپر جو دوپٹہ تھا وہ نیچے فرش پر پڑا تھا

"صاحب بی بی بات نہیں مان رہی تھیں۔۔۔ اور پانی سے اُنہیں مجھے لگتا ہے ڈر لگتا ہے "

نوری سہمے ہوئے بولی تو نگہت بیگم بھی دروازہ سے آگے آئیں ایک نظر برباد کمرے کو دیکھا ایک اپنے بیٹا کی طرف نظر پھیری

"نوری میں چونچلے کرنے کا کہہ کر نہیں گیا تھا پیار سے مانتی ہے یہ مار سے تم اسے میرا حکم بجالانا سیکھو گی۔۔۔ آخری بار بتا رہا ہوں میں اس کے بارے میں جو کھوں تم اپنی جان دے کر بھی کرو گی۔۔۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا کہ اس کی ٹانگ ٹوٹی ہے یہ تمہاری "

آخری بات پر نوری کا سر اثبات میں زور سے ہلا

"موسیٰ انسان بن کر رہو گے تو بھلائی کی اُمید رکھنا ورنہ جانور کے ساتھ بھلائی ہر کوئی نہیں کرتا "

لڑکی کے نصیب پر آنسو بہاتی ہوئیں باہر کی طرف چلی گئیں

"وہ تو ایسی نہ تھی پھر بیٹا کس اور چلا گیا ۔"

یہی سوال ہر وقت ذہن میں ہوتا تھا

موسیٰ اُنکے جاتے ہی سر جھٹک کر پھر نوری کی طرف متوجہ ہوا کیوں کہ اُسے یہ سب روز سننے کی عادت تھی کوئی نئی بات نہیں تھی

"نکلو اسے باہر اور دس منٹ بعد اوں تو اس کی حالت بدلی ہوئی ہو "

افسوس سے اپنے پر فوم کو دیکھا جن کا بدلہ ابھی باقی تھا کیوں کہ اُسے ابھی نیند آئی تھی اور اسے صبح دیکھنے کا ارادہ تھا۔ جو ابھی تک بیڈ کے نیچے ماجود تھی

"کچھ حرکتیں مشکوک تھیں اُسکی بھلا پاگل کسی سے کب ڈرتے ہیں "

سوچ کر خود ہی اپنی سوچ کی نفی کی کر باہر چلا گیا

آسمان پے ہر پل رنگ بدل رہا تھا جنوری کے مہینے میں سردی بھی اپنے جوبن پر تھی ہر ذی روح اپنے بستر میں گھسا خرگوش کے مزے لے رہا تھا

وہیں اتنی پُر سکون رات میں کوئی اندر تک جلا ہوا تھا اتنی سردی میں ٹیرس پر کھڑا اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی کوشش میں تھا

"مُحبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔۔۔۔۔ موسیٰ زرک۔۔۔۔۔ تم تو مُحبت کر ہی نہیں سکتے  
۔۔۔۔۔ نہ ہی تمہارے پاس تو دل نام کی کوئی چیز ہے پھر بس باقی جنگ ہی بچتی ہے۔۔۔۔۔ تمہاری اور  
میری جنگ انا کی جنگ۔۔۔۔۔"

تم اپنے اصول کی انا پر لڑو میں اپنی محبت کی انا پر لڑتی ہوں۔۔۔۔۔ پھر دیکھیں گے محبت جیتی  
ہے یہ پھر انا۔۔۔۔۔ اور پھر جیتا وہی وقت کا سکندر "

کانوں میں بار بار یہی چند الفاظ جو کانٹوں کی طرح چھب رہے تھے

اُسے کھڑے کھڑے احساس ہی نہیں ہوا کب بارش سے اُسکے کپڑے بھیگ گے

"موسیٰ زرک پتہ ہے تمہارے یہ اونچے عہدہوں کا غرور جو اپنے اوپر گرے بارش کے چند قطروں  
کو بھی گوارہ نہیں کرتا۔۔۔۔۔ یہ برباد کرے گا تمہیں "

اُسکے الفاظ اور آنکھیں تمسخر اڑا رہیں تھی بتا رہیں تھی کہ وہ بھی ایک عام انسان ہے لیکن پیسے اور  
دولت کی لت بھی اتنی بری ہے نیچے دیکھنے ہی نہیں دیتی۔۔۔۔۔

"تمہیں ہے تمہاری جیسی لڑکیاں جو میرے پیسے کے پیچھے پاگل ہو کر مجھے اپنی محبت کا یقین دلاتی  
ہیں۔۔۔۔۔ اور پھر جب اُنکو دھتکارا جاتا ہے نہ۔۔۔۔۔ پھر اپنے الفاظ سے ایسی ہی اوچھی حرکتوں سے

خود کو اچھا ثابت کرنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔ لیکن موسیٰ زرک۔۔۔۔۔ ان محبتوں کے فتور کو اچھی طرح سمجھتا ہے لڑکی "

اپنے الفاظ کانوں میں پڑے تو آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں رگیں تن گئیں  
"ہائے یہ لوگ اور محبتیں "

تقریباًًً محبت کا مذاق اڑاتے ہوئے پیچھے ہوا اور نفرت سے اپنے کپڑوں کو دیکھا جو تقریباًًً بھیگ چکے تھے

جیسے جیسے وقت گزرا تھا اُس کے اندر کچھ تبدیل ہوا تھا جس کا اعتراف آج تک خود کے سامنے بھی نہ کر سکا تھا اور نہ ہی دماغ ماننے کو تیار تھا  
اُسکا ایک ہی اصول تھا

"اپنے بنائے ہوئے اصولوں پر چلنا۔۔۔ چاہے پھر خود کو قربان ہی نہ کرنا پڑ جائے وہ بھی منظور تھا  
"

"بابا۔۔۔۔۔بچاؤ۔۔۔۔۔"

"پتہ ہے تمہارے خاندان کی وجہ سے آج تک ہم سو نہیں پائے۔۔۔ تمہاری کیسے جرت ہوئی اتنے سکون سے ہمارے ہی گھر نیندیں پوری کرنے کی بولو"

نیچے جھک کر اُسکا جبراً دبوچے اور غصہ سے غرایا

وہ آج بھی شاید نوری کا سوٹ تھا جو پہلے دن اُسے پہنایا گیا تھا اُسی میں تھی اور نہ نہانے کے وجہ سے جسم سے سردیوں میں بھی بد بو آرہی تھی۔۔۔۔۔ دس دن بعد آیا تھا محض اپنی فائلز لینے اور وہیں موسم کی شدت دیکھتے ہوئے ٹیرس پر چلا گیا تھا

ماہ رخ نے گہرا سانس بھرا تو اُسکی سانسیں جھکے ہوئے موسیٰ سے منہ پر پڑیں یکدم اتنی سمل سے موسیٰ کا جی متلایا تو اُسی ہاتھ کے جھٹکے سے اُسے پیچھے دھکا دیا

خود واش روم میں گیا نوری جو اُسکے اندر آنے کی وجہ سے باہر گئی تھی دروازہ کی اوٹ سے جھانک کر دیکھا تو ماہ رخ کے سر سے خون بہہ رہا تھا

بھاگتی ہوئی اندر آئی۔۔۔۔۔ خیر ایک ملازمہ تھی جس کے پاس ایک نرم دل مابود تھا حویلی والوں کی طرح تھوڑی تھی جو اُس معصوم بیمار لڑکی کو ملازموں سے بدتر کھانا دیتے تھے

"نوری ہاتھ مت لگانا اسے۔۔۔۔۔ تڑپنے دو۔۔۔۔۔ یہاں تک کے مر جائے۔۔۔۔۔ اور آگر مر جائے نہ تو خود ہی اٹھا کر کسی گندہ نالے میں پھینک دینا۔۔۔۔۔ یہی اوقات ہے اس کی "

گیلے منہ سے حکم دیا اور ایک ہاتھ سے ہلکی ہلکی سی بیرید کو ہاتھ سے صاف کیا کیوں کے یہاں کا ٹوال استعمال نہیں کر سکتا تھا

"ج۔۔۔۔۔ جی صاحب "

نوری نے ایک نظر اُسے دیکھا جو شاید بیہوش ہو چکی تھی اور نظریں جھکائے ہی سر تسلیم خم کیا

"تھم عدولی نہیں ہونی چاہیے ورنہ یہاں تک مجھے یاد ہے تمہارے بچے بھی ابھی چھوٹے چھوٹے سے ہیں"

جانتا تھا غریب لوگوں کے پاس اور کچھ ہو یہ نہ ہو ایک عدد نرم۔ سخی اور رحم دل ضرور ہوتا ہے جو ہر وقت نیکیوں کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے

غیر ارادائی طور پر نظر بٹکیٹ میں بیہوش پڑی گئیں جس کے ماتھے سے خون کے چھوٹے چھوٹے قطرے بالوں میں جذب ہو رہے تھے وہاں سے ہوتی اُسکے ہاتھ پر گئی جو نوری کے کالے ہاتھوں میں تھا۔۔۔۔۔

نازک سے پھول کی طرح جس سے اُسکی سبز وائٹ صاف دکھائی دے رہیں تھی۔۔۔۔۔ ہاتھ بلا شبہ بہت پیارے تھے اُسکے جو اپنی طرف متوجہ کرنا جانتے تھے

ہوش کی دُنیا میں آتا ہے نظریں بدل گیا اور ہوا کی تیزی سے باہر چلا گیا  
پورا کمرہ ابھی ابھی اُسکی دل فریب سی خوشبو سے معطر تھا جیسے سحر میں جکڑ گیا ہو

۔۔۔۔۔

اُسے لگ رہا تھا آسمان اپنی پوری قوت سے اُسکے سر پر آگرا ہو وہ لڑکی جس نے کبھی گھر کا کام کرتے ہوئے بھی دوپٹے کو لا پرواہی سے اُتار کر نہیں پھینکا تھا آج اُسکا دوپٹہ پیچھے آدھا سڑک کو چھو رہا تھا اور کچھ کاندھے پر لٹک رہا تھا چہرے لٹھے کی طرح سفید جیسے خون کی ایک بوند بھی جسم میں باقی نہ رہی ہو

کسی راہ کی فکر نہیں تھی کوئی راستہ معلوم نہ تھا بس پاگلوں کی طرح چلی رہی تھی ارد گرد کا کوئی ہوش نہ تھا

"آج مایوس ہو گئی تھی۔ اپنی قسمت سے۔۔ دُعاؤں کے قبول نہ ہونے سے"

کچھ گھنٹے قبل اُسے موت کی سی نوید سنا دی گئی تھی

آج اپنی امی کی طرف تھی تو جاتے ہوئے ڈاکٹر کے پاس جانے کا سوچا اس بار عمر کے آنے پر کوئی بہنا سنا نہیں چاہتی تھی

"کتنی دیر ہوئی ہے آپکی شادی ہوئی کو"

اُسکی رپورٹس دیکھتے ہوئے لیڈی ڈاکٹر جو کافی سینئر معلوم ہو رہی تھی مرحا سے جنیچتی نظروں سے مخاطب ہوئی



"دو سال ہونے میں ابھی دو ماہ باقی ہیں "

یا وقت تو پوروں پر یاد تھا اپنا دوپٹہ سیدھا کرتی خوشگوار موڈ میں بولی

"پہلے کبھی کسی ڈاکٹر کے پاس گئیں ہے آپ "

اپنی عینک اتار کر پُر خلوص سی گوئی

"نہیں ابھی تو ہم نے بچوں کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔۔۔ ابھی اسی بارے میں مشورہ کرنے آئی ہوں کے مجھے کوئی ویکنس تو نہیں ہے۔۔۔ اگر ہے تو پلزز مجھے وٹامن کے کیپسول دے دیں تاکہ ہم بے بی پلان کے سکیں "

تھوڑی حجباتی ہوئی بولی پہلی بار کسی سے بات کرتے ہوئے شرم آڈے آرہی تھی

"مسز مرحا دیکھیں میں آپکو اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتی یہ آپکے ساتھ بھی اور آپکے شوہر کے ساتھ بھی زیادتی ہو گئی۔۔۔ اور میرا ضمیر اس بات کی اجازت نہیں دیتا"

اپنی کہنیاں میز پے اٹکائے مرحا کی دھڑکنیں تیز کر گئی تھی

"ک۔۔۔ کیا کہنا چاہتی ہیں آپ "

پہلی بار زبان لڑکھڑائی بے یقینی سے آنکھوں میں در آئی

"منز عمر۔۔۔ سوری ٹو سے۔۔۔۔۔ آپ کبھی ماں نہیں بن سکتیں۔۔۔۔۔"

مرحاکے کی حالت میں تھی آنکھیں حد درجہ پھیل چکی تھیں کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا  
ڈاکٹر جو اُسکی حالت کو با آسانی سمجھ سکتی

اُسکے سامنے لاکھوں ایسے کیس آتے تھے ایک معمولی بات تھی۔۔۔ لیکن اُسے حیرت تھی لڑکی  
روئی نہیں تھی

"دیکھیں۔۔۔۔۔ یہ تو آپ کے ساتھ بچپن میں ایسا کوئی حادثہ پیش آیا ہے یہ پھر قدرتی طور پر  
۔۔۔ آپکے جسم میں بے بی گرو نہیں کر سکتا۔۔۔ آپکی عمر اور جسم کے باقی حصوں کے مطابق  
ومب (بچہ دانی) نہیں بڑھ پائی جس کی وجہ سے بے بی کا گرو کرنا یا آپکا اسپیکٹ کرنا۔ ہر طرح  
سے نہ ممکن ہے۔۔۔۔۔ سائنس نے بہت ترقی کی ہے لیکن ابھی یہاں تک نہیں جاسکی"

وقفہ وقفہ سے اسکو سمجھا رہی تھی جو بغیر پلکیں جھپکے اُسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی  
"پھر بھی میں آپ کو یہی کہوں گیں۔۔۔ کے اللہ کے سامنے کچھ نہ ممکن نہیں۔۔۔ اُمید پے دُنیا  
قائم ہے آپ کو چاہیے کے سچ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں"

ڈاکٹر اُسکے پاس آئی اور اُسکے ہاتھ پے ہاتھ رکھا

"اگر حادثہ ہوئے ہو تو ایسا کیسے ممکن ہے؟؟؟؟"

مدھم سی آواز جو غم میں ڈوبی ہوئی تھی با مشکل ڈاکٹر کے کانوں تک گئی

"ہاں اگر چھوٹی عمر میں وومب پر یہ تو چوٹ لگ جائے یا پھر جان بوجھ کر آپکے ساتھ ایسا کیا بھی

جا سکتا۔۔۔۔۔ لیکن یہ صرف مفروضہ ہیں۔۔۔۔۔"

تسلی دیتے ہوئے بولیں

"علاج نہیں ہے کوئی؟؟؟"

نہ اُمیدی سے بولی

"نہیں"

دوبارہ جا کر اپنی چیئر پر بیٹھی اور اُسکی رپورٹس مرہا کے سامنے رکھ دیں

مسلسل ہارن کی آواز پر ہوش کی دُنیا میں واپس آئی

آنکھیں ابھی بھی خُشک تھیں

بے دھیانی سے پیچھے دیکھا تو گاڑی تھی اور خود سڑک کے بیچ میں چل رہی تھی

پاؤں کنارے کے طرف اٹھائے اور وہیں بیٹھ گئی  
ملجگا سا اندھیرا چھا گیا تھا گاڑیوں کی ہیڈ لائٹ آن ہو چکی تھیں  
"سائے سیف"

گاڑی میں بیٹھی چھوٹی سی بچی بولی تو مرہا حسرت سے دیکھا  
گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہوگی

"ہر بار میں ہی کیوں۔۔۔۔۔ سارے امتحان میری ذات سے ہی کیوں۔۔۔۔۔ خُدا یا۔۔۔۔۔ ایسا کونسا  
گناہ سر زرد ہو گیا مجھ سے جس کی سزا اتنی اذیت ناک ہے۔۔۔۔۔ مجھے مارا کیوں نہیں  
۔۔۔۔۔ ایسی زندگی جس میں کوئی سہارا ہی نہیں کیوں دی مجھے "  
آسمان کی طرف نظریں اٹھے شکوہ کنا آنکھوں سے روداد سنار ہی تھی  
آسمان پر بادل اُسکی درد بھری آواز سے ٹوٹ کر برسنے لگے ایک ہی سیکنڈ میں ہر چیز پانی سے بھر  
گئی

آپ اپنا غبار تھے ہم تو

یاد تھے یادگار تھے ہم تو

پردگی! ہم سے کیوں رکھا پردہ

تیرے ہی پردہ دار تھے ہم تو

وقت کی دھوپ میں تمہارے لیے

شجر سایہ دار تھے ہم تو

اڑتے جاتے ہیں دھول کے مانند

آندھیوں پر سوار تھے ہم تو

ہم نے کیوں خود پہ اعتبار کیا

سخت بے اعتبار تھے ہم تو

شرم ہے اپنی بار باری کی

بے سبب بار بار تھے ہم تو

کیوں ہمیں کر دیا گیا مجبور

خود ہی بے اختیار تھے ہم تو

تم نے کیسے ہلا دیا ہم کو

تم سے ہی مستعار تھے ہم تو

خوش نہ آیا ہمیں جیے جانا

لمحے لمحے پہ بار تھے ہم تو

سہہ بھی لیتے ہمارے طعنوں کو  
جانِ من جاں نثار تھے ہم تو

خود کو دورانِ حال میں اپنے  
بے طرح ناگوار تھے ہم تو

تم نے ہم کو بھی کر دیا برباد  
نادرِ روزگار تھے ہم تو

ہم کو یاروں نے یاد بھی نہ رکھا  
جونِ یاروں کے یار تھے ہم تو

جون ایلیا

.....

"کیسی باتیں کر رہے ہو تم فرحان۔۔۔۔۔ میں تمہاری ہی تھی اور تمہاری ہی ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے" روہاب میر۔۔۔۔۔

ایک شادی شدہ انسان سے شادی کروائے گی۔۔۔۔۔"

اپنے بالوں کی لٹوں کو پیچھے کی طرف پھینکتی ہوئی حقارت سے بولی ایک نظر سامنے شیشے پر ڈالتی سبز آنکھیں۔۔۔۔۔ سفید روئیں جیسے رنگت گولڈن بال۔۔۔۔۔ اور کٹاؤ دار عنابی لب۔۔۔۔۔ حُسن کا مجسمہ

اُسے ہر بار خود کو دیکھ کر غرور ہوتا تھا ہر بار خود کو دُنیا کی شہزادی تصور کرتی ہے تھی "میری جان وہ پاگل ہے اور اُسکے شادی اُنکے مقصد میں شامل تھی۔۔۔۔۔ خاندانی بہو تو تم ہی بنو گئی"

دوسری طرف سے دل فریب سی آواز ابری



اپنے ہونٹوں پر سُرخ لپ لپ اسٹک لگاتی ہوئی اطمینان سے بولی

"تُو کیا اردہ ہے کب آؤ گی میری ویران زندگی میں "

دوسری طرف سے پھر آؤٹ جوش سی آواز آئی

"جب موسیٰ زرک میری محبت میں پور پور ڈوب جائے گا۔۔۔۔۔ یو ناؤ۔۔۔۔۔ فرحان اگر ایسے اوں گی تو میری ساری پراپرٹی پر موسیٰ قبض ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور میں اپنی ایک پائی بھی کسی کے حصے میں نہیں آنے دوں گئیں"

سانس لینے کو روکی اور موبائل کان کو لگائے ہی کبارڈ کی طرف گئی وہاں سے چھوٹا سا کلچ اُٹھایا

"دادی صاحب سے کہہ کر حق مہر میں موسیٰ کی ساری پراپرٹی لکھواؤں گی۔۔۔ پھر اُسے بتاؤں

گی کہ میرے جسم پر پہلے ہی کسی کے نام کی مہر لگ چکی ہے۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا

اور وہ اتنا غیرت مند ہے کہ میرے منہ پر اُسی وقت طلاق دے مارے گا "

اپنا سارا پلان اُسکو بتاتے ہوئے شانے اکڑ کر کھڑی ہوئی

"مجھے پتہ تھا تم خوبصورت چہرے کے ساتھ ایک عقل مند ذہن بھی رکھتی ہو "

دوسری طرف سے داد وصولتے ہوئے باہر نکل گی

اور فون بند کیے بغیر ہی کلچ میں ڈالا

"کہاں جا رہی ہو "

گاڑی کے پاس گئی تو سامنے کتے سے کھیلتا موسیٰ اُٹھ اور اُسکی طرف آیا ایک نظر اُسکی تیاری کو دیکھا

"ضروری کام ہے"

بول کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گی

"کس نہ اجازت دی ہے۔۔۔ اس وقت کہیں نہیں جاؤ گی"

بند ہوتا دروازہ پکڑ کر مخاطب ہوا رات کے آٹھ بجے کونسا ضروری کام تھا جو اتنا تیار ہو کر جا رہی

تھی یہی سوچتے ہوئے موسیٰ نے سخت آواز میں پوچھا

"چٹاخ"

دونوں نقوش ساکن ہوئے۔۔۔ موت کی سے خاموشی حاصل ہوئی

موسیٰ اپنی گال پر ہاتھ رکھ کر دو قدم پیچھے ہوا۔ آنکھوں میں بے یقینی درائی

"دادی صاحب"

آواز بہت ہی دھیمی یہاں تک کہ کار میں بیٹھی ہوئی روہاب کو بھی سنائی نہ دی۔

"موسیٰ زرک کتنی بار بتایا ہے کہ روہاب میں ہماری جان بستی ہے اگر اس کی آنکھ میں آنسو تمہاری وجہ سے بھی آیا تو وہ آنکھ نوچنے میں دیر نہیں لگاؤں گی "

پیچھے کھڑے ملازم کانوں میں چمگولیاں کر رہے تھے جن کی آواز موسیٰ کے کانوں میں سیسہ کی طرح پڑھ رہی تھی

"ہم اجازت نہیں دیں گے اسے اس وقت گھر سے باہر جانے کی"

اپنی عزت ایک طرف لیکن گھر کی عورت کی عزت موسیٰ زرک کو اپنی انا سے بھی زیادہ عزیز تھی "تو آپ کی اجازت مانگی کس نے ہے ہم دے رہے ہیں اجازت۔۔۔ تمہیں پتہ ہے ایک بار کہا گیا۔ فقرہ حرفِ آخر ہوتا ہے۔۔ اب میں مزید کوئی ہنگامہ برداشت نہیں کروں گی۔۔۔ اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔ اور روہاب تم ٹنشن مت لو میری جان جاؤ گھوم او اپنی دوستوں کے ساتھ "

کہتی ہوئی ایک نظر موسیٰ کو دیکھ کر واپس چلی گئیں جبکہ اُنکے ساتھ ہی ایک ملازمہ موسیٰ کو عجیب نظروں سے دیکھ کر آگے بڑھ گئی

چند سیکنڈ میں گاڑی ہوا میں تحلیل ہوئی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی جبکہ باقی ملازم ابھی مذاق اڑاتی نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

اُسے لگ رہا تھا جیسے وہاں مابود درخت بھی اُسکی بے بسی پر قہقہے لگا رہے ہیں۔۔۔۔ جیسے ہر ذی روح اُسکے وقار پر تمسخر اڑا رہا ہو

آنکھوں کا رنگ سفید سے سُرخ داریوں میں تبدیل ہوا ہاتھوں کی مٹھیاں ضبط سے میچ لیں جبکہ گلے کی رگیں تن گئیں تھیں

"سائیں۔۔۔ صبح میٹنگ"

ابھی وہ کچھ کہتا موسیٰ کا ہاتھ اُسکی گردن تک گیا

"دفع ہو جاؤ سارے کے سارے"

سارے ڈر سے ایک مرتبہ پیچھے ہوئے اُسکی قہر آلودہ آنکھیں ضبط کی روشناس تھیں

چار پانچ ملازم جو وہاں اُسکی حفاظت کے لیے کھڑے تھے ایک سیکنڈ میں غائب ہوئے جبکہ گیٹ کے پاس کھڑے چوکیدار اپنا رخ دوسری طرف کر گئے

"سبحان کو کال کرو"

تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی طرف جا رہا تھا جب اچانک سے کچھ یاد آنے پر روکا اپنی آستین جو کہنیوں تک چڑھا رکھیں اُنھیں نیچے کیا بال جو بکھر کر ماتھے پر حکمرانی جمائے ہوئے تھے اُنکو پیچھے کیا اور ایک نظر اطراف کا جائزہ لیے

دور کچن جو تقریباً ہر سائنڈ سے گلاس وال میں گرا ہوا تھا وہاں ایک دو ملازمین کام کر رہی تھیں سامنے آیا دیوار پر تین نقوش مابود تھے جن سے اس وقت نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ دادی صاحب چیمز جبکہ اُسکے دونوں ہتھوں پر دوشیزاؤں نے قبضہ کر رکھا تھا۔۔۔۔۔ شائد دیکھنے والے

کے لیے مُجت کی ایک نشانی تھی وہ تصویر لیکن اُن میں چھپے بیھاناک چہرے موسیٰ زرک کی پہچان میں بھی نہیں تھے

جبکہ دوسری جانب سیڑھیاں تھیں جو وی مشابہت رکھتیں تھیں جن سے اوپری منزل پر بنے دو پورشن ملتے تھے

ایک تھا "میر ہاشم" کا جبکہ دوسرا "میر حاتم" کا جو اب تقریباً ویران ہی تھے  
"سائیں فون"

پیچھے کھڑے ملازم نے فون والا ہاتھ آگے بڑھایا مطلب فون اٹینڈ ہو چکا تھا  
"ابے کیا ہوا یقیناً انا کا جنازہ نکلا ہوگا جو مجھے فون بھی ملزم کے ہاتھوں کروا رہے ہو  
---- دیکھ میں بھی کبھی مصروف ہوتا ہوں"

سبحان نے ایک نظر با حجاب لڑکی کی طرف دیکھا جو اُسکے سامنے بیٹھی شرما رہی تھی اور دوسری نظر  
موبائل کو منہ چڑا کر دیکھا

"موسیٰ کبھی تم مجھے اپنا کام سیدھا نہ کرنے دینا۔۔۔ اللہ تجھے ساری عمر کنوارا رکھے۔۔۔ آمین جو  
دوسروں کو شادی کے پہلے ہفتے بھی سکون نہیں لینے دیتے"

تاثرات پہلے سے زیادہ سخت ہوئے

"شادی ہو گئی ہے میری"

پتہ نہیں کیوں اُسے لگا کے اگر نہ بتایا تو پیچھے رہ جائے گا

"بیٹا پھر اس وقت تمہیں اپنی بیگم کے پہلو میں ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ معصوم ہوں لیکن پاگل نہیں

ہوں۔۔۔۔۔"

دوسری طرف رتی برابر فرق نہ پڑا۔۔۔۔۔

"زُویاب اس وقت گھر سے نکلی ہے جلدی سے اُسکا پیچھا کرو۔۔۔۔ اور اُسے ٹریپ کرتے ہوئے

شک نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ آگر کسی غلط راستے پر چل رہی ہو تو میری طرف سے اجازت ہے گولی مار دینا "

مار دینا "

تیز تیز اُسے انٹریشن دے کر موبائل بند کر دیا کیوں کہ اگلی طرف ایک لمبی تقریر شروع ہو جانی

تھی جسے سننے کا زرا برابر موڑ نہیں تھا

"سبحان کو نکاح نامہ کی تصویر سنڈ کر دو"

موبائل صوفے پر پھینکتا ہوئے اوپر کی سیڑھیاں پھلانگ گیا

جبکہ پیچھے نقوش ساکن ہوئے تھے

.....

چار دن ہو گئے تھے لیکن حوصلہ نہیں ہو رہا تھا عمر یہ نگہت بیگم کو بتانے کا کہ کو کبھی ماں نہیں بن سکے گی

کتنی اکڑ سے جواب دیے کرتی تھی وہ نگہت کو۔۔۔ اور اب لگ رہا تھا سب کچھ اُسکے اندر سے ختم ہو گیا ہے۔۔۔ نا کوئی انا باقی ہے نہ کوئی اپنا بچا ہے بس خدا کا سہارا تھا جسے وہ چار دن پہلے چھوڑ چکی تھی۔۔۔

"ساری عمر وہی یہ سارے دکھ سہتی رہے باقی اُسکے بہن بھائی اتنے خوش تھے۔۔۔۔۔ سب کے پاس دولت اولاد محبت سب کچھ تھا اُسکے پاس کیا تھا۔۔۔ نہ اولاد نہ دولت۔۔۔ اور شوہر کا جو پیار تھا وہ اب اس حقیقت کے بعد جیسے ختم ہونی تھی۔۔۔ مرہاء کو اچھی طرح اندازہ تھا "

آنکھوں تلے ہلکے۔۔۔ وزن جو پہلے سے بھی زیادہ کم ہو چکا تھا۔۔۔ رنگت زرد سے ساہی مایل چمکی تھی



شیشے کے سامنے کھڑی مسلسل اپنا معائنہ کر رہی تھی

"خوبصورت تو شاید پہلے بھی اتنی نہیں تھی لیکن عمر کی محبت کے رنگ میں رنگ کر پہلے سے زیادہ  
پُرکشش ہو گئی تھی جو اب نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔"

"عمر۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔"

اپنے آپ کو اس قابل بنا رہی تھی کہ اُسکے سامنے الفاظ ختم نہ ہو جائیں

جب سیاہ آنکھوں سے موتیوں کی لڑی ٹوٹ کر رخسار پر بہہ گئی

"میں آپ کو۔۔۔۔۔ اولاد۔۔۔۔۔ نہیں دے سکوں گی"

جملہ کہہ کر وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ چنچیں مار مار کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اُسے ایک ماں کی

ضرورت تھی۔۔۔۔۔ کسی مُجت بھرے لمس کی ضرورت تھی لیکن اُسکے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا

موبائل چنگاڑنے لگا لیکن اُسکی رونے کی آواز اتنی اونچی تھی کہ کسی آواز کو سن نہیں سکی تھی

اپنے دوپٹے سے ناک صاف کرتی اُٹھ کر کھڑی ہوئی تو نظریں کمرے کی چاروں طرف گھومیں

۔۔۔۔۔ کچھ ڈھونڈ رہی تھی لیکن کچھ بھی نہیں تھا وہاں۔۔۔۔۔

سارے دراز کھول کر تیزی سے نیچے رکھ رہی تھی

----- لیکن کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

"واش روم"

اُٹھ کر پاگلوں کی طرح اُس طرف بھاگی۔۔۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا  
دروازہ کھول کر اندر آئی تو سامنے ہی محلول کی بوتلیں پڑی تھیں جن میں واشروم صاف کرنے  
والے مختلف اسیڈ تھے۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے ایک بوتل اُٹھا کر اپنے اندر انڈیل لی۔۔۔۔۔

"مجھے جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ مجھے مر جانا چاہیے۔۔۔ میں ہر کسی پر بھوج ہوں۔۔۔ عمر"

آخر میں عمر کا چہرہ اُسکی آنکھوں کے پردوں پر رونما ہوا تو اذیت تھی جسم کی اذیت سے کہیں  
زیادہ۔۔۔۔ بے شک چھ ماہ اُسے شہزادیوں کی طرح رکھ گیا تھا اُسکے پہلو میں خود کو خوش قسمت  
تصور کرتی تھی لیکن ایک سال ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے جو اُس اکیلی جان نے مشکلوں اور تکلیفوں  
میں گزارا تھا۔۔۔ اور آگلی زندگی پہلے سے بڑھ کر اذیت کا نشان بنانے والی تھی۔۔۔۔۔ جس سے  
اُسے چھٹکارا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ کسی بھی صورت

اُسکی زندگی میں وہ لڑکی ایک ذرے کے برابر اہمیت نہیں رکھتی یہ تو نوری کو بھی اندازہ تھا  
 --- لیکن کسی کو گہرا زخم دے کر ایک نظر دیکھنا تک بھی نہیں اتنا سنگدل تو نہیں سمجھتی تھی

واش روم کا دروازہ کھولا تو سامنے نوری نہیں تھی سر پر چھوٹی سی پٹی ماجود تھی جبکہ کپڑے آج نیلے رنگ کے تھے بالکل سادہ۔۔۔ ایک ہی رنگ میں دوپٹہ شلوار اور قمیض تھی جو شاید نوری کے تھے۔۔۔ ڈھیلے ڈھلے سے۔۔۔ آج پہلی مرتبہ نہائی تھی وہ بھی اسلئے کیوں کہ کپڑوں پر اس دن کے خون کے نشانوں سے ڈر لگنے لگ گیا تھا

سفید رنگ جس پر نیلا رنگ غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔ میک اپ سے بے نیاز چہرہ۔۔۔ بڑی بڑی غزالی آنکھیں۔۔۔ اور کندھوں تک آتے بال جن کو گیلے ہونے کی وجہ سے کھولا چھوڑ دیا گیا تھا اچانک نظر سامنے لیٹے ہوئے موسیٰ پر پڑی تو دوبارہ واشروم میں بند ہوئی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کا گلا گھونٹا

کیوں کے اُسے وہ جان نکالنے والا حسین فرشتہ لگا تھا۔۔۔ کمرے لگی ہوئی تصویر سے اکثر ڈر جاتی تھی جس دن سے وہ اُسے دھکا دے کر گیا تھا عجیب سا خوف اُسکی رگوں میں سرایت کر گیا تھا "اللہ میاں جی۔۔۔۔۔ نسرین کو کیا ہو گیا ہے"

آنکھیں تپٹپیں سانس گلے میں اٹکا ہوا تھا

واشروم میں کافی زیادہ سردی تھی اوپر سے اُسکے پاؤں میں چپل نہیں تھی جس کی وجہ سے سردی کہ احساس ہو رہا تھا

ایک گھنٹے بعد موسیٰ کا خوف خود بخود نکل چکا تھا اب اُسکے ہاتھ میں واپس تھا اور بنا آواز پیدہ کیے بیڈ کی طرف آرہی تھی یہاں اب بھی وہ ٹانگیں نیچے کیے لیٹا ہوا تھا

تھوڑا سا اور پاس آئی تو آنکھیں بند دیکھ کر بے سود پڑا دیکھ کر ایک سیکنڈ میں آنکھیں پانی سے بھر گئیں

"ہائے نسرین تم مر گئی ہائے۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔میری نسرین مر گئی"

ایک لمحے میں پکڑ کر سوتے ہوئے موسیٰ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اب کہاں اُسے ہوش تھی کے سوئے ہوئے جن کو اٹھا رہی ہے

موسیٰ جو ابھی نیند کی وادیوں میں گیا ہی تھا مسلسل کسی کے جھنجھوڑنے پر موندی موندی آنکھیں کھولیں تو سامنے اپنی شریک حیات کو دیکھا جو رو کر اُسے اٹھانے کی کوشش میں تھی

مسلسل سوچنے کے بعد یاد آیا کہ وہ بدحواسی میں وہ اوپر کمرے میں آگیا تھا لیکن اسے کیا ہوا تھا یہ سمجھ سے باہر تھا

ایک خوبصورت سے جذبے نے سارے جسم میں سکون بخشا۔۔۔ یہاں وہ عورتوں کے سامنے بے بس تھا وہاں ایک لڑکی اُسکے رحم و کرم پر بھی تھی۔۔

"نسرین تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی ورنہ میں بولوں گی ہی نہیں تم سے دیکھ لینا "

بھری ہوئی آواز میں اُس کا ہاتھ پکڑ کر بولی تو دوسری طرف ریڈ کی ہڈی میں لہر اُٹھی۔۔۔ پہلی بار کسی لڑکی کہ لمس اُسے اپنے ہاتھوں پر محسوس ہوئے تھے

نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ آنکھیں بند کر گیا وہ جو پہلے بھی اُسکی کھلی آنکھیں نہ دیکھ پائی تھی اب تو یقین ہو گیا تھا کہ اُسکی نسرین مر چکی ہے

آنکھیں بند کیے وہ اُسکے سامنے بے سود پڑا تھا ماہ رخ کو اُسکی معصوم سی شکل پر پیار آرہا تھا بال جو پہلے ہی ماتھے پر تھے اُسے ہاتھوں سے پیچھے کیا

موسیٰ نے آنکھیں زور سے بینچ لیں اب ماہ رخ اُس کے مرنے کو چھوڑ کر اُسکے نقشوں نگار پر توجہ فرما رہی تھی۔

اور موسیٰ چاہتے ہوئے بھی آنکھیں نہیں کھول پا رہا تھا

اُسکے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو انگلی سے نکال کر آنکھوں کے بالکل قریب کیا



ٹپیل پر پیسے رکھتے ہوئے بولا پھر چونک کر نور کی طرف دیکھا

"نور یہ غلط راستہ کونسا ہوتا ہے"

بولٹ کو اپنی جیب میں رکھتا ہوا متوجہ ہوا

"وہی جس سے ہم اپنے گھر کے بجائے کہیں اور غلطی سے چلے جائیں یا راستہ بھول جائیں"

پوری اپنی ذہانت اُسکے سامنے پیش کی

"انویں تمہیں سب نالائق کہتے تھے تم تو ذہانت میں مجھ سے بھی زیادہ ہو"

دوسری طرف سے آکر اُسکے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھے اور ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف چلنے لگا

"امی کو بتایا تھا کہ اُنکا داماد بہت زیادہ عقل مند ہے۔۔۔۔۔ آج تو مجھے یقین ہو گیا ہے"

اُسکے کندھے پر سر کر چلتی ہوئی بولی تو سبحان کے چہرے پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ آگئی جسے نور کے دیکھنے سے پہلے ہی مبہم کر چکا تھا

"بکواس بند کر لو ورنہ گلا دبا دوں گا میں"

اُسے ایک جھٹکے سے پیچھے کیا اور گلے پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا۔۔۔۔۔



آنکھوں میں سفید داریوں کی جگہ اب سُرخ دوڑے نمایا ہوئے تھے  
اُسکی غصیلی اور گبھیر آواز سے ماہ رخ کی آنکھیں خوف کی زیادتی سے پھیل چکیں تھیں  
"ن-----سَرین میں-----"

"چُپ بلکل چُپ-----آواز نہیں نکلی چاہئے تمہاری "  
آنکھیں اُسکے چہرے پر گھاڑے تھوڑا سے اُسکی طرف جھکا ہوا تھا جبکہ ماہ رُخ آدھی بیڈ پر اور  
آدھی بیڈ سے نیچے لٹکھ رہی تھی خوف سے چہرہ لٹھے کی طرح سفید ہو چکا تھا  
"نیچے جاؤ زمین پر لیٹو گی آج سے تم "

اُسے بیڈ نیچے دھکا دیا تو جتنی بیڈ پر تھی وہ بھی نیچے کھس گئی  
نیچے وائٹ رنگ کے ماربل پر تھوڑے سے حصے پر نیلے رنگ کا قالین تھا خوش قسمتی سے اُسی پر  
گری تو چوٹ لگنے سے بچ گئی  
جبکہ موسیٰ اگلے ہی پل کمبل کو منہ تک تان کر لیٹ چکا تھا جیسے اُسکے علاوہ اس کمرے میں کوئی  
ذی روح مابود نہیں ہو

کمرے کی کرٹن ابھی کھولے ہی تھے شاید نوری اُنھیں سونے سے پہلے گراتی تھی

تھوڑی دیر تک کمرے میں ہو کا عالم تھا جسے کوئی سانس بھی لے تو آواز کو آسانی سے سنا جا سکتا تھا

ٹھیک پندرہ منٹ بعد دبی دبی سی سسکیوں کی آواز آنے لگی

ماہ رخ قالین پر سمیٹ کر لیٹی ہوئی تھی جبکہ منہ تقریباً گٹھنوں میں دیا ہوا تھا فرش کافی حد تک ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے سردی جسم میں سرایت کر رہی تھی۔۔۔ اُسکے ہاتھ اور پاؤں اب اُسکے نیلے سوٹ سے مل رہے تھے

جبکہ موسیٰ اب بلبلیٹ کو ہٹائے اب سسکیوں کو۔۔۔ سننے کی کوشش میں تھا جو اُسکی نیند میں خلل کی وجہ بنی تھیں

"اُٹھو"

ایک لمحے میں بیڈ سے اتر کر اُسے بازو سے جھنجھوڑا

تو اگلے ہی لمحے اُسے لگا سارا دنیا کچھ لمحے کے لیے ٹھہر گئی ہے۔۔۔۔۔ وقت کی سوئیوں کو کسی نے اپنی گرفت میں لے لیا ہے

بے یقینی سے اپنے سینے کی طرف دیکھا یہاں وہ چپکی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ موسیٰ کو کچھ سمجھنے کا موقع  
دیے بغیر ہی یکدم زمین سے اُٹھ کر اُسکے گلے میں باہیں ڈال کر سینے میں منہ دیے رو رہی تھی وہ  
بھی با آواز

ذہن چند سیکنڈ میں مفروج ہوا

"وہ پاگل تھی۔۔۔۔۔ اُسکو جذبات کی ترجمانی کہاں آتی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو ذہن توازن کھو چکی تھی  
۔۔۔۔۔ پھر یہ کیا تھا

کوئی آنکھوں کا فریب۔۔۔۔۔ وقت کا دھوکا۔۔۔۔۔ بادلوں کی ہیر پھیر۔۔۔۔۔ کبھی دھوپ کبھی  
چھاؤں۔۔۔۔۔ جو بھی تھا انتہائی اوجہم حرکت تھی "

سوچوں سے فراخ ملتے ہی اُسکی طرف دیکھا

جسم کہ رواں راؤں میں سردی کی لہر ڈوری احساس اُسکے اپنے کندھے پر رکھے ہوئے ہاتھ کو دیکھ  
کر ہوا کے وہ تب سے ٹھنڈے فرش پر لیٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے جسم نیلا ہو رہا تھا

"پچھے ہٹو"

"مجھے۔۔۔"

ماہ نہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں کا رخ دوسری طرف کیا

ماحول میں سکونیت چھا گئی جب موسیٰ نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے اُسکے منہ رُخ پھر سے اپنی طرف کیا

"پتہ ہے تمہارے اس ڈرامے سے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا مجھے کل بھی تم میرے سامنے حقیر تھی آج اُس سے بھی زیادہ گر چکی ہو۔۔۔۔۔ تمہارا مقام اس سے زیادہ نہیں کے تمہیں تمہارے بھائی کو اذیت دینے کے لیے لایا گیا ہے۔۔۔۔۔ تمہارے باپ کو پیسے دیے ہیں میں نے۔۔۔۔۔ ایک خریدی گئی عورت سے بڑھ کا کچھ نہیں ہو تم میرے لیے۔۔۔۔۔ جسے کبھی میں ہاتھ لگانے کا بھی روادار نہیں ہو سکتا "

سانس لینے تک کہ وقفہ دونوں کے درمیان حائل ہوا۔۔۔ دوسری طرف ذیلت کے احساس سے گال تھپ چکے تھے۔۔۔ انکھوں کے جالر خود با خود نیچے ہوئے تھے اُسکے اندر برسوں سے جمع ہوا غبار تھا جو ایک بے بس پر نکل رہا تھا "طلاق دیں مجھے "

یہ وہ نہیں تھی جو جان بوجھ کر معصوم بن رہی تھی یہ کوئی لڑکی تھی۔۔۔۔۔

"عورت تب کمزور ہوتی ہے جب اُس کے پاس کوئی سہارا ہوتا ہے جب اُسکے چلنے کے لیے راہ گزر کی ضرورت محسوس ہوتی۔۔۔ جب محبتوں کے بیچ رہتی ہے۔۔۔ لیکن جب اُسکی عزت نفس پر کوئی وار کرتا ہے تو بھری ہوئی شیرنی بن جاتی ہے "

حیران کن نظروں سے سامنے کھڑی کچھ دیر پہلے اور اب کی لڑکی میں فرق محسوس کرنے کی کوشش کر رہا تھا

"مل جائے گی لیکن موسیٰ زرک کے تہہ کیے گئے وقت پر۔۔۔ اُس سے پہلے پتا بھی نہیں چل سکتا تم طلاق کی بات کر رہی ہو "

حقارت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا آگے کی طرف بڑھا

"ایک اور بات میرے سے دھکا کرنے والوں کو سزا ملتی ہے اور تمہیں بھی ملے گی ناؤ ٹائم از سٹارٹ "

بیڈ ہیڈ پر لگی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولا اور کمرے سے باہر چلا گیا

"بچتاؤ گے موسیٰ زرک۔۔۔"

اپنے آنسو کو بے دردی سے صاف کرتی ہوئی با آواز بولی جبکہ موسیٰ سننے کے باوجود آگے بڑھ گیا تھا

"نوری سامان پیک کر کے جاسکتی ہو۔۔۔۔ اتنی ہی مہلت دی جاسکتی تھی تمہیں تمہاری پہلے سے کی گئیں وفاداریوں کی وجہ سے "

سخت الفاظ میں کہتا سیڑھیاں پھلانگنے لگا

جبکہ نوری ایک نظر لاک دروازہ کو ایک نظر دور جاتے موسیٰ کو دیکھ رہی تھی جبکہ اندر سے چیخوں کی آوازیں آرہیں تھی جیسے اذیت کی انتہا ہوئی ہو اندر سے روح نکل گئی ہو بس وجود پر رویا جارہا ہو

نوری بوسیدہ قدم لیے نہ اُمید سے نیچے کو جا رہی تھی

صلح رحمی اچھا نہیں ملا تھا

میرحویلی کی لائٹ بند ہو رہیں تھیں اندھیرا ہر کمی پر قابض اچکا تھا اور لوگ سردی سے کپکپاتے اپنے نرم گرم بستروں گھس چکے تھے جبکہ دو نقوش بالکل نیند سے بیگانہ تھے جنہیں شاید نیند میں بھی آرام نصیب نہیں ہونا تھا

A horizontal row consisting of 20 circles. The circles alternate between black and white, starting and ending with a black circle. There are 10 black circles and 10 white circles.

"مرحاً تم اتنی بے پرواہ کیسے ہو سکتی ہو اتنی آوازیں دی "

یہاں اوپر " umer calling" لکھا آرہا تھا

"حد ہوتی ہے بھئی لاپرواہی کی بھی"

سارہی کا پلو سنبھلتے ہوئے موبائل کو اٹھا کر کان کو لگایا

"مرحوم کیا ہوا ہے۔۔۔ تم ٹھیک ہو نہ۔۔۔ آدھے گھنٹے سے فون کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہی تھی اتنی پریشانی ہوئی مجھے "

دوسری طرف سے بے قرار سی آواز کانوں میں پڑی تو اپنے بیٹے پر جادو کا یقین ہو گیا نگہت بیگم کو

"بیٹا بریک پر پاؤں رکھو کبھی ماں کی تو اتنی ٹنشن نہیں ہوئی تجھے"



اپنا شکوہ سامنے رکھا

"امی مرحاء سے بات کروائیں"

عجیب سی بے چینی تھی جو اُسکی باتوں کا اثر نہیں لیا

اچانک نگہت کی نظر واشروم کے دروازہ کی طرف اُٹھی

منو اوپر کا سانس اوپر جبکے نیچے کا نیچے راہ گیا تھا

"عمر"

ایک چیخ اُنکے منہ سے نکلی تو دوسری طرف عمر کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا

"امی کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ امی سن رہیں ہیں"

عمر تیز تیز بولا تو نگہت نے ایک قدم آگے بڑھایا

مرحاکا بے جان سا جسم واشروم کے فرش پر پڑا تھا پاس میں ایک بوتل تھی جو خالی تھی اور بدبو کافی حد تک پھیل چکی تھی

"ع۔۔۔۔۔مر۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔رحا۔۔"

ٹوٹے پھوٹے سے الفاظ اُنکے منہ سے نکلے تو دوسری طرف عمر کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا

ہوسپٹل میں ایمر جنسی کے سامنے نگہت بیگم بے اُمید سی کھڑی رو رہیں تھیں۔۔۔۔

کوئی جتنا بھی سنگدل کیوں نہ ہو اپنی آنکھوں سے سامنے کسی کو مرتا نہیں دیکھ سکتا

پرائیویٹ ہسپتال میں رش نام کی چیز نہیں تھی نرسیں اپنی مخصوص وردی میں ورڈ میں چل پھر رہیں تھیں۔۔۔۔۔ باہر رات ہونے کی وجہ سے ہسپتال کی تمام لائٹ اپنی آب و تاب کے ساتھ روشنی پھیلے ہوئے تھیں۔ سفید رنگ دیواروں پر یہاں کہیں کہیں خون کے ڈبے لگے ہوئے تھے جو موت کا پیغام لیے ہوئے تھے

خاموشی کا پہرہ ایسا تھا کہ اگر کوئی پتا بھی گرے تو اُسکی آواز کانوں تک رسائی حاصل کر لے سفید راہ داریاں جن پر سفید ماربل جو کافی گندہ ہو رہا تھا وہاں سے کوئی تیز چال چلتا چہرے پر بالا کی سنجیدگی سجائے سپاٹ تاثرات کے ساتھ بجلی کی تیزی سے اگے بڑھ رہا تھا

بکھرے ہوئے بال ہلکی شوزش زدہ آنکھیں جو روئے ہوئے نقوش کی نشان دہی تھیں

۔۔۔۔۔ آنکھوں کے ڈورے جو انگاروں کی رنگت کو شکست دے رہے تھے

براؤن شہد رنگ آنکھیں جن میں افسردگی اور موت رقص کر رہی تھی

وہ "میر عمر حاتم" تھا جو کبھی حالات کی سنگینی سے نہیں گھبرا یا تھا جس کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔۔ جو اپنے رعب کی وجہ سے جانا جاتا تھا آج کوئی راستہ بٹکے ہوئے مسافر کی طرح لگ رہا تھا جس کو دین دُنیا کی کوئی ہوش نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ کوئی بہت اپنا جب دور جاتا ہے تو جسم سے روح کا نکلنے پر تو تکلیفِ برادشت ہوتی ہے وہی ہو رہی تھی اُسے

"ع۔۔۔۔۔ع۔۔۔۔۔عمر۔۔۔۔۔میری۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔مر۔۔۔۔۔مرحہ۔۔۔"

عمر کو دیکھتے ہی اُسکے سینے سے سر لگا کر رو دیں۔۔۔۔۔

دو آنسو عمر کی آنکھوں سے نکل اُسکی ہلکی ہلکی بریڈ میں گم ہو گئے

"کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔مرحہ کو۔۔۔۔۔امی"

خود کو مضبوط بنا کر آیا لیکن پھر بھی آنکھیں دینے سے انکاری تھیں۔۔۔۔۔ہر لمحہ یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے گی

وہ اُسکا جنون تھا۔۔۔جس کا رمز بعید تھا

اُسکی ٹوٹ کر چاہی گئی اُلفت تھی۔۔۔۔۔سانسوں سے بندھی ایک ڈور تھی۔۔۔جس کے ٹوٹتے ہی سب کچھ بکھر جانا تھا

نگہت بیگم ابھی کچھ بتاتی اُس سے پہلے ہی ای سی یو کا دروازہ کھولا ایک معزز خاتون تھیں  
---- لیڈی ڈاکٹر شاہانہ ----

جو چہرے پر افسردگی بکھرے اُنکی طرف ائی۔۔۔۔۔

ماحول میں ایک مرتبہ پھر ہُو کے عالم چھا گیا

سوال بہت تھے۔۔۔ لیکن جوابوں سے ڈر لگ رہا تھا

اُمید تو تھی لیکن اُس اُمید کے نازک داری کو توڑنا نہیں چاہتے تھے

"آپ ہسبنڈ ہیں مر حامیر کے؟؟؟"

اپنی گلاسز اُتار کر پیشہ ورانہ انداز میں بولیں اور نظریں عمر کی طرف اٹھائیں

"جی"

مختصر جواب دے کر ہاتھ سینے پر بندھ لیے

"مر حاکسی ہے۔۔۔۔۔ آپ یہ بتائیں"

ڈاکٹر کے بولنے سے پہلے بولا لہجے میں اشتراک فکر ڈر سب کچھ تھا

"مسٹر عمر۔۔۔۔۔ انہوں نے بہت زیادہ مقدار میں اسیڈ پیا ہے۔۔۔۔۔ بیشک وہ ایک واشنگ ایجنٹ تھا لیکن اس میں بھی جلانے کی مقدار کافی حد تک پائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور اسیڈ پینے سے پورے ایک گھنٹے بعد انہیں ہسپتال لایا گیا ہے۔۔۔۔۔ اُنکا معدہ بالکل سکریچٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اور خوراک نالی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے "

سانس لینے تک کہ وقفہ دونوں کے درمیان حائل ہوا۔۔۔۔۔ دوسری طرف اب دھڑکنوں کی رفتار میں بے حد کمی ہوئی تھی کشدہ پیشانی پر پسینے کی چند بوندیں نمودار ہوئیں۔۔۔۔۔ سانس لینے کا وقفہ بڑھ چکا تھا

"دوسری بات یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس ہے۔۔۔۔۔ آپکی امی نے بتایا ہے آپ گھر ماجود نہیں تھے صرف مرہا اور وہ تھیں۔۔۔۔۔ اور جان بلا وجہ کوئی نہیں لیتا۔۔۔۔۔ آجکل گھریلو مسلوں۔۔۔۔۔ ساس کے تشدد کے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔۔۔۔۔"

"آپ بتائیں میری بیوی کیسی ہے"

اُسکا ضبط جواب دے گیا۔۔۔۔۔ یہاں اُسکی حلق میں اٹکی ہوئی تھی وہاں اُسے ایسی باتیں سوجھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کی بات درمیان میں ہی کاٹا سخت آواز میں بولا

ڈاکٹر اپنی عینک ٹھیک کرتی ایک قدم پیچھے ہوئی

"اگلے چوبیس گھنٹے کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کے اسید لینے سے پہلے اُنکا بی پی خطرناک حد تک بڑھ گیا تھا جس کی وجہ سے مین وین بھی ایفیکٹ ہوئی ہے۔۔۔۔۔ جسم میں مابود خون الٹیوں سے بہہ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور میں آپکو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔۔ اتنی زیادہ کریٹیکل کنڈیشن میں کوئی ٹھیک ہو جائے یا موجزہ ہوگا ورنہ کوئی اُمید نہیں ہے۔۔۔۔۔ پھر ہم اُنہوں چوبیس گھنٹے دیکھیں گے۔۔۔۔۔ نہیں تو نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں اُنہیں اس تکلیف سے نجات دینی ہوگئی"

کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی

عمر کی آنکھیں جو پہلے ہی بھر چکی تھیں چھلک پڑھیں۔۔۔۔۔

ایک جوان مرد عورت کے لیے رو رہا تھا لوگ وہاں چلتے چلتے رک کر اُسے افسوس بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ کوئی دُکھ بھرے جذبات کا اظہار کر رہا تھا جبکہ کوئی تنقید کا نشانہ بنانے میں مصروف تھا وہ گٹھنوں میں سر دیے بس روئے جارہے تھا

آرزو ہے کہ تو یہاں آئے

اور پھر عمر بھر نہ جائے کہیں

جی جلاتا ہوں اور سوچتا ہوں

رائیگاں یہ ہنر نہ جائے کہیں

آؤ کچھ دیر رو ہی لیں ناصرؔ

پھر یہ دریا اتر نہ جائے کہیں

ناصر کاظمی

.....

"تمہاری جرت کیسے ہوئی میرا روہاب میر کا پیچھا کرنے کی۔۔۔۔۔ وہی گیٹیا انسان موسیٰ نے بھیجا  
ہوگا تمہیں"

سبحان کے گلے پر چاقو رکھے اُس پر غرا رہی تھی۔۔ وہ کوئی ریسٹورانٹ نمایونگ ہوٹل تھا  
۔۔ جہاں کھانے اور رہنے کے تمام موضوعات مابود تھے

سبحان کے اندازہ سے بہت مختلف لڑکی نکلی تھی۔ اُسے یہاں تک اُمید تھی وہ اُسے نہیں جانتی تھی لیکن یہاں وہ غلط تھا سبحان کی لا پرواہی کی وجہ سے وہ پہلی نظر میں ہی پہچان گئی تھی اور موقع دیکھتے ہی اُسے اپنی گرفت میں لیا

"میں پیچھا کیوں کروں گا بی بی۔۔۔۔۔ اپنی حد میں رہو "

چاہتے ہوئے اُسے پیچھے نہیں کر سکا تھا کیوں کہ اُسکے دوست کے گھر کی عزت تھی تو اُسے بھی اپنی عزت ہی لگی تھی

"یہاں کیوں آئے ہو یہ بتاؤ۔۔۔۔۔ سیدھی طرح "

چاقو پر زور ڈالتے ہوئے بولی

سبحان اچانک اُسے جھٹکا دے کر نیچے کر گیا تاکہ کسی کی نظروں میں نہ آسکے اور وہ ہاتھ کے دباؤ سے نیچے کرتا خود اُس کی گردن کی وین پر انگوٹھا رکھ کر زور سے دبا دیا۔۔۔ اور چند سیکنڈ میں وہ مغرور لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

یہاں اُسکا کام ختم ہوا اور وہاں دو لڑکیاں جو باوردی ہوٹل کی لڑکیوں سے مشابہت رکھتی تھیں آگے آئی اور اُسکو پیچھے کے دروازہ سے باہر لے گئیں



وہ شاید ابھی بھی روہاب کے انتظار میں جونس میں پائپ ہلا رہا تھا

جس کی زندگی تکلیفوں کا دوسرا نام تھی۔۔۔۔۔ جو شاید کبھی ہنسی ہی نہیں تھی

چھ بہنوں کا ایک بھائی۔۔۔ "احمد حسین"۔ جو اُسکا سب سے لاڈلا تھا

کبھی نہ باپ کی شفقت ملی تھی ماکبھی ماں کی گود نصیب ہوئی تھی۔۔۔

پڑھنے لکھنے میں قرآن پاک تھا جو اُس نے پڑھا تھا اور کسی قسم کی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری تھی

اٹھارہ سال کی عمر میں اچانک اُسے پاگل پن کے دھورے پڑھنے لگ گئے جس سے بہنے بھی دور ہو گئیں۔۔۔۔۔

لوگ اُسکے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے تھے۔۔ اُسے نفرت سے دیکھتے تھے

بے شک وہ اگر کسی نواب کے گھر پیدا ہوتی تو اُسکے حُسن کے چرچے سرے عام ہوتے۔۔۔ لوگ اُسکی ایک جھلک دیکھنے کو مرتے لیکن یہاں اُس اور بد قسمتی اور منہوس ہونے کا لیبیل لگ چکا تھا۔۔۔۔۔ غریبی میں اُس کا حُسن فراموش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

کراچی میں رات اپنے جو بن پر تھی میر حویلی چاندنی سے نہائی پوری آب و تاب پر تھی رات ہونے کی وجہ سے تمام لائٹ آن کر دیں گئیں تھیں وہیں بڑے سے ہال نما لاؤنچ میں رات دو بجے خاموشی سے دو نقوش ایک دوسرے سے نظریں چرائے ہوئے تھے

موسیٰ سیاہ گرتا میں جس کی بازو کہنیوں تک موڑ رکھیں تھیں چہرے کے نقوش تنے ہوئے تھے ماتھے اور بل نمایا جبکہ مٹھیاں ضبط سے میچ رکھیں تھیں بال بالکل پیچھے کو کیے ہوئے تھے جس سے ماتھے کی شکنیں واضح تھیں ایک تبدیلی تھی اُسکے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں انگھوٹی غائب تھی "تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اب روہاب کو اپنے نکاح میں لے لینا چاہیے"

سبحان نے انگلیاں مسلتے ہوئے اُسکی پریشانی کو مدے نظر رکھ کر مشورہ دیا کیوں کے جس ہوٹل سے روہاب کو آج وہ بے ہوش کے عالم میں نکال کر لایا تھا اگر کچھ دیر ہو جاتی تھی تو وہ میر خاندان کی عزت ایک مرتبہ پھر داغدار کر دیتی

"کل نکاح ہے"

انتہائی مختصر جواب تھا وہ اکثر مختصر جواب دینے کا قائل تھا لیکن یہ معاملہ سبحان کے ساتھ نہیں تھا اُسکے کافی حد تو بولتا تھا

اُسکے جملے سے تین لوگ حیران ہوئے

سیڑھیاں اُترتی ماہ رخ۔۔۔ کچن میں کھڑی بیگم خانم اور اُسکے صوفے کے سامنے بیٹھا سبحان ایک ہفتہ گزر چکا تھا موسیٰ کو ماہ رخ کو دھتکارے ہوئے۔۔۔ آج جب سے حویلی میں آئی تھی پہلی بار باہر آئی تھی

خانم شاید پانی پینے آئیں تھیں شاید

سیڑھیوں سے اُترتی ہوئے اُسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔۔۔۔۔ یہاں ایک سلیقہ سے دوپٹہ لیے تھا وہ کندھے سے اتر چکا تھا

بلکل سفید رنگ کا قمیض جس کے ساتھ کپری۔۔ اور کالی چادر جو کندھوں پر سے نیچے کھسک گئی تھی

---

دوپٹہ وہیں پھینکتی باہر کی طرف بھاگی

موسیٰ جو ٹکلی باندھے سامنے دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر ایک پینٹنگ لگی ہوئی تھی  
۔۔۔۔۔ ادھوری سی رنگوں کے بغیر جس میں زندگی کا نام نہیں تھا یہاں صرف کالے رنگ کو  
مہارت سے استعمال کر کے درخت کی چھال بنائی گئی تھی

کچھ توقع کے برخلاف ہونے کی وجہ سے اُسکی حس نے باہر کی دُنیا کی طرف راغب کیا

سبحان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔ کوئی نیا چہرہ تھا۔۔۔۔۔ سونے کے پنجرے میں

خانم جلدی سے گلاس پھینکتی باہر آئیں تو ماہ کو لمبی راہداری سے بھاگتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔ وہی تھی  
جس نے اُسے بند کمرے میں بخار کی حالت میں کھانا دیا تھا۔۔۔۔۔ اُسکا کمرہ کھولا اور کچھ کپڑے بھی  
دیے تھے۔۔۔۔۔

موسیٰ کے چہرے پر تاثرات سخت ہوئے اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُسکے پیچھے ہوا۔۔۔۔۔۔۔

ماہ رخ بھاگتے ہوئے راہداریوں سے نکل چکی تھی جب موسیٰ نے پیچھے سے اُسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔ اُسکے بازوں میں تقریباً انگلیاں دھنس چکی تھی۔۔۔۔۔

ماہ رخ پر ہدیائی کیفیت طاری تھی اپنے ہاتھوں سے موسیٰ کا منہ نوچ لیا۔۔۔۔۔

"مجھے مت مارو۔۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں گیں۔۔۔۔۔ میرے زخموں سے خون نکلے گا۔۔۔۔۔ مارنا مت "

ایک سینڈ میں اُسکی آنکھوں کا رنگ بدلا۔۔۔۔۔ یہاں پہلے غصہ تھا وہاں۔۔۔۔۔ بے انتہا ڈر تھا جبکہ سے پیچھے کھڑی موسیٰ کی ماں کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔۔۔ وہ ایک بہادر لڑکی ہوتی اگر کسی کا پیار اُسکے نصیب میں آیا ہوتا

موسیٰ کو نفرت ہوئی اُس سے اُسکے وجود سے۔۔۔۔۔ کیوں اُسکے لیے یہ پاگل عورت رکھی گئی تھی

اُسے حیرت ہوتی اُس پر رحم نہیں آتا تھا

موسیٰ نے اُسے بالوں سے جھکڑا

"موسیٰ قابو کرو خود پر"

پچھے سے سبحان کی آواز اور ہاتھ نرم پڑے

اُسے بازو سے تقریباً گھسیٹے ہوئے اوپر کی طرف لے جا رہا تھا جبکہ سبحان اور خانم خاموش کھڑے تھے

کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹھا۔۔

"کیوں سکون نہیں آنے دیتی تم مجھے"

خود معلوم نہیں تھا سوال کرنے کی وجہ کیا تھی جبکہ چہرے پر جلن ہو رہی تھی اُسکے ناخنوں سے ماس اُکھرا تھا اور ایک آدھ بوند نکلی تھی

"مجھے میرے حقوق چاہیے۔۔۔ بیوی ہوں تمہاری میں"

جوش سے بیڈ اور کھڑی ہوئی جبکہ کمزوری کی وجہ سے ٹانگیں ساتھ نہیں دے رہیں تھیں  
موسے کے دماغ کے چاروں تہک روشن ہوئے۔۔۔ کیا تھی وہ۔۔۔۔۔ سمجھنے سے قاصر تھا  
"کون سے حقوق"

بیڈ کی طرف قدم بڑھا کر سوال کیا جبکہ پیشانی ابھی بھی شکن آلودہ تھی

"مجھے شرم آرہی خود سمجھ جاؤ... نہ"

ناخنوں کو دانتوں تلے کچلتے ہوئے تھوڑا شرمناک کر بولی۔۔

موسیٰ کا دل کیا کہیں اپنا سر دے مارے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت ایک بچی کی طرح ریکٹ کر رہی تھی  
۔۔۔ جس کو سمجھانے میں مشکل پیش آرہی ہو۔ ابھی وہیں کھڑا اُسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا  
جب ماہ رخ ناخن کچلتی ہوئی ایک قدم اُسکی طرف بڑھا گئی

"امی مجھے بچاؤ۔۔۔۔۔ مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔"

یکدم تیزی سے پیچھے ہوئی اور بیڈ کی ٹیک سے چپک گئی اتنا اونچی چلا رہی تھی کہ حویلی کی دیواریں  
کانپ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

اب چہرہ لٹھے کی طرح سفید ہو چکا تھا ہاتھ کانپ رہے تھے جبکہ موسیٰ اپنے ضبط کو آزما رہا تھا  
"تمہارے لیے کوئی دُنیا کی شہزادی ائے گی۔۔۔۔۔ جو پرفیکٹ ہوگی۔۔۔۔۔"

لیکن یہ کیا تھا پہلے ایک پاگل جبکہ جو صبح اپنی زندگی میں شامل کرنے والا تھا وہ پہلے ہی کسی اور کے  
عشق میں گرفتار تھی

قسمت نے اچھا مذاق بنایا تھا اُسکا۔۔۔۔۔

"میں خود بنایا ہے۔۔۔ خود"

با آواز بولا جبکہ ماہ رخ پہلے سے زیادہ ڈر کر کانپ رہی تھی نفرت بھری نظریں اُس پر ڈالتا باہر چلا گیا اور ماہ رخ اپنے خُشک لبوں پر زبان پھیر رہی تھی

ایک سیکنڈ میں کمبل خود پر تان کر ایسے سوگی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا

موسیٰ کمرے سے باہر نکلا اور دروازہ لاک کر کے چابی اپنی پاکٹ میں ڈال لی سامنے سے آتا سبحان کو دیکھ کر کندھے اچکائے اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا جیسے اسکا منتظر ہو

"موسیٰ"

"نہیں یار کچھ مت کہنا۔۔۔۔ میں تھک گیا ہوں۔۔۔۔ میرا دماغ جیسے اٹک گیا ہے۔۔۔۔"

ہاتھ سے چُپ رہنے کا اشارہ کر کے تھکے ہوئے لہجے میں بولا

"تم اُسکے زیاتی کر رہے ہو"

کمرے کی طرف اشارہ کر کے بولا

"زیاتی میرے ساتھ ہوئی ہے۔۔۔۔ زندگی میری برباد ہوئی ہے۔۔۔۔ کیا میرا من نہیں تھا ایک

پرفیکٹ زندگی گزاروں"

دونوں ہاتھ سینے پر بندھ کر بولا



پر کوئی ایکسپریشن تھا۔۔۔۔۔ بس آنکھیں بند کیے لیٹی رہتی تھی

عمر اُسکے کے پاس بیڈ کی تھائی پر بیٹھا اُس کی بات کرنے منتظر تھا۔۔۔۔۔ یہ عمل اُسے اذیت دے رہا تھا لیکن اتنا نہیں جیتنا تب اذیت ناک تھا جب وہ ہوش میں نہیں تھی

"اتنی دیر بعد آیا ہوں۔۔۔۔۔ کیا دیکھو گی بھی نہیں مجھے"

نہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ بھیگ گیا آواز کا بھری پن زیادہ ہوا

اُس نے ٹپ کر آنکھیں کھولیں تو وہ سے جھکائے شاید رو رہا تھا۔۔۔۔۔ دل میں ایک درد کی لہر اُٹھی

دُنیا کا سب سے مشکل ترین کام مرد کو اپنے لیے روتا دیکھنا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ جب عورت کا دل خود با خود نرم پڑھ جاتا ہے

"ع۔۔۔۔۔ عمر"

ہلکی سی سرگوشی کی اور برنول لگا ہاتھ عمر کے ہاتھ پر رکھا

کمزوری اس قدر تھی کہ خود بیٹھ نہیں سکتی تھی لیکن ابھی ہمت کر کے تھوڑا سا بیڈ کے سہارے سے سیدھی ہوئی اور عمر کے گرد بازو حائل کر گئی

کافی دیر دونوں ٹرانس کی حالت میں ایک دوسرے سے لگے روتے رہے

"اگر تمہیں کچھ ہو جاتا۔۔۔۔۔ میں تو مر جاتا نہ"

اُسکے بالوں پر ہونٹ رکھ کر اسے خود میں بھینچتے ہوئے کہا

"عمر"

تھوڑا سا پیچھے ہو کر اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر بولی

"بولو۔۔۔۔۔ ترس گیا ہوں۔۔۔ میں سننے کو"

اُسکے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا کر جذبات سے لبریز لہجے میں بولا

"آپ شادی کر لیں۔۔۔۔۔ میں آپکو اجازت دیتی ہوں"

بولتے ہوئے اُسکے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے جبکہ آنکھیں نمکین پانی سے بھر چکی تھیں

"مرحہ۔۔۔۔۔ چپ بالکل چپ۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں سنی میں اس بارے۔۔۔۔۔ نہ مجھے بچے چاہیے نہ

مجھے کوئی اور چاہت ہے۔۔۔۔۔ مجھے بس اپنی بیوی چاہیے۔۔۔۔۔"

اُسکی آنکھوں کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا

"اور انشاء اللہ ہم بہت جلد صاحبِ اولاد ہونگے۔۔۔۔۔ اس بار تمہاری یہ خواہش پوری کر دینی

ہے"

اُسکے ماتھے پر لب رکھ کر پیچھے ہوا جبکہ مرہا کا دل کٹ گیا۔۔۔ کہاں سے لائے وہ حوصلا اُسے  
بتانے کا۔۔۔۔

بیڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔ ہرٹ چیز سے دل اچاٹ ہو چکا تھا۔۔۔۔

دوسرے دن کی شام ہونے کو آئی لیکن دروازہ کھولنے کا حکم نہیں ملا۔۔۔۔ پہلے تو دوپہر تک  
کمرے میں خاموشی تھی لیکن اچانک سے طوفان بتمیزی اُٹھا۔۔۔ اندر سے چیزوں کے ٹوٹنے اور  
ماہ رخ کے رونے کی آوازیں مسلسل آرہیں تھیں

اس وقت روہاب کو تیار کروا کر اُسکے پہلو میں بٹھایا گیا تھا۔۔۔۔

سفید رنگ کی فراک جس پر سنہری داگھے سے کام کیا گیا تھا۔۔۔ گھونگھٹ کو ٹھوڑی تک گرایا گیا  
تھا جس کی وجہ سے اُسکا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا

ایک طرف صوفے پر سبحان جبکہ سامنے دادی صاحب گردن اکڑے بیٹھیں اپنے پوتے کی فرما  
برادریاں دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔ روہاب کی طرف سے کوئی نکاح میں شامل نہ تھا کیوں کہ وہ بن  
ماں باپ کی اولاد تھی جبکہ خانم بیگم بھی اپنے کمرے میں ماجود تھی

تین چار گواہ تھے اور ایک مولانا صاحب جو رجسٹر کے پر کچھ لکھ رہے تھے

"روہاب حاتم والد میر حاتم آپکو کو میر موسیٰ زرک والد میر ہاشم کہ نکاح میں باعوض حق مہر دس لاکھ ستارچ و الوقت دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے "

رجسٹر پر دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں گویا تو چند سیکنڈ کی خاموشی حائل ہوئی۔۔۔ موسیٰ نے اپنی مغرور نظریں اُسکی طرف اٹھائیں جو گردن اکڑے بیٹھی اپنی فراک کا پلو سنبھل رہی تھی

ایک میں۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ چار

مسلل خاموشی تھی مولانا نے موسیٰ کی طرف دیکھا جو پہلے ہی پھرے ہوئے شیر کی طرح بیٹھا اپنے قدموں کو غور رہا تھا

"روہاب بیٹا بولو "

دادی صاحب کی چہکتی آواز کانوں میں پڑی تو نظریں اٹھا کر گھونگھٹ میں ہی اُسکی طرف دیکھا

"نہیں مجھے قبول نہیں یہ زبردستی ہے میرے ساتھ "

سوچوں سے چھٹکارا پاتی اٹھ کر چلائی

موسیٰ کی آنکھوں کے ڈروں سُرخ میں رنگ گے جبکہ ماتھے پر شکنے نمایا ہوئیں

"سبحان "

آنکھوں کے اشارے سے وہاں ساکن کھڑے لوگوں کو باہر نکالنے کا کہا تو اگلے منٹ میں لاؤنچ خالی ہو چکا تھا۔۔۔ اب وہاں سبحان۔۔۔ موسیٰ۔۔۔ روہاب اور دادی صاحب تھیں جو اپنی لاٹھی پر گرفت مضبوط کیے ہوئے تھیں

"چٹاخ"

"پتہ ہے میں ہی پاگل تھا جو تم عورتوں سے بالائی کی اُمید رکھے ہوئے تھا۔۔۔ اچھا کرتے تھے پرانے لوگ لڑکیاں پیدہ ہوتے ہے دفنا دیتے تھے۔۔۔ کم از کم اس طرح ذلیل تو نہیں ہوتے تھے"

تھپڑ مارنے کا بعد اسکو بازو سے پکڑے انتہائی اونچی آواز میں چلا رہا تھا سبحان نظریں جھکائے ایک سائڈ پر کھڑا تھا

"موسیٰ۔۔۔ اپنی آواز"

دادی اُسکے سامنے آکر ایک مرتبہ پھر ڈھال بن رہیں تھیں روہاب کے لیے جب موسیٰ نے تنبیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

"دادی صاحب میں اب ابھی اسی وقت آپ سے سارے حقوق واپس لیتا ہوں۔۔۔۔۔ آج سے ہر فیصلہ میں کروں گا۔۔۔ آپ گھر کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔۔۔۔۔ لیکن آج کے بعد میں آپ کے حکم کا محتاط نہیں ہوں "

اب رُخ دادو کی طرف تھا جو بڑے مان سے آگے ہوئی تھی

"تمہارا باپ مجھے سنبھال کر گیا تھا۔ اور میرے ہوتے ہوئے کوئی یہ اختیار مجھ سے چھین نہیں سکتا۔"

اپنے ہاتھ سے اختیارات جاتے دیکھتے تو بھیڑی ہوئی شیرنی کی طرح آگے آئیں اور بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ اور روہاب منہ کھولے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اختیارات موسیٰ کے ہاتھ جاتے ہی اُسے اپنی وراثت سے ہاتھ دھونے پڑھ سکتے تھے جو کسی صورت ممکن نہ تھا

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔۔۔ بھول جائیے گا پھر کے آپکی وراثت کا وارث بھی تھا کوئی۔۔۔۔۔ میں یہاں نہیں رکوں گا "

ایک ہاتھ سے روہاب کا دوپٹہ چہرے سے ہٹا کر اُسکے چہرے پر اپنے ہاتھ کی چھاپ دیکھی جو اُسے معتبر کر رہی تھی جبکہ دادی صاحب اب لڑکھڑا کر صوفہ کے سہارا لاکر کھڑی تھیں۔۔۔۔۔ موسیٰ

نے صحیح جگہ وار کیا تھا جو خالی نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔ اب اپنے اکلوتے وارث کو یہاں سے بھیجنا ایک  
احتمانا فیصلہ تھا جو کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا

"یہ دوپٹہ سر پر تب لینا جب کردار پاک ہو۔۔۔۔۔ جب دن کے وقت ہی اپنے ماں باپ کی عزت کا  
جنازہ نکالنا ہو تب یہ پاک بازیاں اچھی نہیں لگتی "

اُسکا جبراً دبوچے ہوئے غرایا

"پھر اپنی بہن کے بارے میں کیا کہو گے تم۔۔۔۔۔ جو تمہارے ہوتے ہوئے اس حویلی کی دیواریں  
پھلانگ گئی "

اپنے کردار پر بات اتنی سبحان کی ماحودگی کو بھی نظر انداز کر گئی

سبحان نظریں جھکائے نادم کھڑا تھا

"موسیٰ آج سے تم سب معاملات دیکھو گئے۔۔۔۔۔ اب سب چلے جاؤ یہاں سے "

موسیٰ سے بولنے سے پہلے دادی صاحب صوفے پر ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھ گئی

روہاب اس بات پر اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔۔۔ کیا سوچا تھا اُس نے اور کیا ہو گیا۔۔۔



باہر کھڑے ملازم چلمگویاں میں مصروف تھے

ہر نیا دن ایک نیا امتحان ثابت ہو رہا تھا

اور یہ امتحان نہ ختم ہونے والوں میں سے تھے

دوسری صبح آج وہ ڈیرے سے واپس آیا ہی تھا جن خانم بیگم کو اپنے انتظار میں پایا

"مجھے بات کرنی ہے موسیٰ"

صوفی پر بیٹھا اپنا موبائل استعمال کر رہا تھا جب وہ اُسکے سامنے آکر کھڑی ہوئیں

"ابھی مجھے شہر جانا ہے۔۔۔ میرے پاس آپکی فضول باتیں سننے کا وقت نہیں ہے۔"

سفید رنگ کی شلوار قمیض جس کے اوپر براؤن رنگ کی بیس کوٹ پہن رکھی تھی۔۔۔ اُنکی سے

انگھوٹی آج بھی غائب تھی جبکہ۔۔۔۔۔ برائیڈ پہلے سے زیادہ بڑی ہوئی تھی

"لیکن آپ کو سننی پڑے گی"

دروازہ پھر سے بجنا شروع ہو گیا اور شاید وہ رو رہی تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر خانم کے دل کو کچھ ہوا۔  
۔۔۔ اپنی تمام انائیں بولا کر اُسکے سامنے ہونئیں

"سائیں سرکار دروازہ کھول دیں۔۔۔ میں ماں بن کر نہیں ایک عام بندی بن کر سوال کر رہی  
ہوں۔۔۔ دیکھیں وہ بھوک سے ٹرپ رہی ہے "  
عاجزانہ انداز میں رحم کی بھیک مانگ رہی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سے جو کسی قسم کے رحم کے موڈ  
میں نہیں تھا

"میری زندگی کا تماشا بنایا ہے آپ سب نے۔۔۔ مجھے کوڑیوں کے بھاؤ بیچا ہے۔۔۔ میری تکلیف  
نظر کیوں نہیں آرہی آپ لوگوں کو "  
کب سے اندر سموئے غصہ کو لفظوں کے تیر میں باہر نکال رہا تھا

"اُس کا کیا گناہ ہے سائیں۔۔۔ وہ تو آپ سب کے درمیان موہرا بنی ہوئی ہے۔۔۔ وہ نیم پاگل  
ہے "



"اوتے۔۔۔۔ بات سنو"

دوپٹہ بیڈ پر پڑا تھا بال بکھرے ہوئے تھے جبکہ کے ہاتھوں اور چہرے اور زخموں کے نشان سے  
۔۔۔۔ خود کو اذیت پہنچتی رہی تھی شاید۔۔۔۔

موسیٰ کو سمجھ نہیں آئی تھی کیسے اُسکے پاؤں اُسکی جناب اٹھ گے اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا  
وہ ایک نازک کی حور تھی۔۔۔ یہ کوئی پری لیکن اس زمین کی نہیں تھی۔۔۔۔  
"اٹھو۔۔۔۔"

شان بے نیازی سے حکم چلایا جیسے وہ کوئی نالک کر رہی ہو

لیکن کوئی اثر نہیں ہوا

شام کا وقت تھا اور کارٹن کھولے ہونے کی وجہ سے مدھم سی سُرخ روشنی اندر آرہی تھی  
اُسکے بازو کو ہلایا اور ایک ہاتھ سے چہرے سے بال پیچھے کیے

کوئی سو سال سے بیمار ہو جیسے ایسے زرد رنگت آنکھوں تلے ہلکے۔۔۔۔ چہرے پر پہلے بھی کچھ  
زخموں کے نشان تھے۔۔۔۔

ایک جنون سا اندر اُٹھ رہا تھا اُسکی ذات کے بارے میں جاننے کا جنون۔۔۔۔ اُسکے چہرے پر کئی راز پنہا تھے۔۔۔۔ نظریں بھٹک کر اُسکی گنی پلکوں پر گئیں اُسکے چہرے کا طواف کرتے وقت وہ موسیٰ زرک نہیں تھا۔۔۔۔ کوئی معمولی سا انسان کو اپنی گردو پیش بھلے وہاں ساکن تھا۔۔۔۔۔ کسی لڑکی کو اتنے قریب سے دیکھنے کا پہلے واقع تھا۔۔۔۔ اور وہ پہلی بار ہی کھو گیا تھا۔۔۔۔ یہ پھر وہ جادو گرئی تھی جو ہولے ہولے اُسے اپنے طلسم میں قید کر رہی تھی۔۔۔۔

اُسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ کی طرف لے کر گیا۔۔۔۔ وہاں لیٹا کر کمبل درست کیا غیر اردائی عمل کے تحت الشعور میں ہی کارٹن گرائے ہیٹر کو فل کرتا دوبارہ اُسکے پہلو میں آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ وقت ہولے ہولے سے ٹھہر رہا تھا۔۔۔۔ اور سانس لینے کا وقفہ بڑھ تھا وہ بنا پلک جھپکے اُسکے چہرے کو فرصت سے دیکھنے میں معروف تھا

"تمہیں حسن پر دسترس ہے محبت بڑا جانتے ہو

تو پھر

یہ بتاؤ تم اس کی آنکھوں کے بارے میں کیا جانتے ہو "

انتخاب

آج دل اناؤں کو بھولنے گستاخیاں کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔۔ سچ کھا گیا ہے نکاح کی ڈور اتنی مضبوط ہے کی پتھر کو بھی موم کر سکتی ہے

جسم کو گرمائش ملنے پر اُسکے بے جان سے وجود میں حرکت آئی ہولے سے آنکھیں کھولیں تو سامنے اُسے اپنے بالکل قریب دیکھا۔۔۔۔۔ دل میں درد کی ایک ٹھس اُٹھی۔۔۔۔۔ وہ دھتکاری ہوئی تھی اور فیلت سے سے چہرہ سُرخ ہوا

موسیٰ جو بے خودی میں اُسکی آنکھوں میں کچھ تلاش کرنے کی کوشش میں تھا ایک لمبی خاموشی جو بدستور قائم تھی

"تم مارو گے؟؟؟؟ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ مجھے درد ہوتا ہے"

یکدم آنکھوں میں وحشت طاری ہوئی ڈر سے اُسکا جسم کانپ رہا تھا اور آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی

آنسوؤں کا ایک رولا اُسکی آنکھوں کو سرحد پار کر کے گالوں پر بہہ گیا

موسیٰ اپنی حدایانی کیفیت سے باہر آیا تو آنکھوں میں پھر سے ایک پاگل لڑکی کی نفرت نے جنم لیا  
حقارت آمیز نظروں سے دیکھ کر تیز ڈھگ بھرتا ٹیرس کی طرف چلا گیا

اُسکے اُٹھنے کے تھوڑا سا خوف زائل ہوا لیکن اُسکی حقارت بھری نظروں سے دل ڈوبا تھا

موسیٰ ٹیرس پر کھڑا خود کو کوس رہا تھا باہر ٹھندی ہوا کے جھونکے اُسکی روح تک میں سرسراہٹ  
پیدا کر گیا

"وہ خوبصورت ہے۔۔۔۔۔ نہیں خوبصوت نہیں۔۔۔۔۔ کسی سلطنت کی ملکہ کا جو کبھی کسی لمحے میں  
کچھ بھی کرنے کے اختیارات رکھتی ہو۔۔۔۔۔ یہ پھر حور ہے جو ہر لمحے خود کو تبدیل کر لیتی ہے  
۔۔۔۔۔ یہ کسی چلتی فلم کا چھپا ہوا کردار جو بہر و پیا ہو"

ایک مرتبہ پھر اُسکی خیالوں میں کھویا ہوا تھا حالانکہ کے یہاں اسکو حقارت سے دیکھ کر آیا تھا  
"کیا ہوا تھا مجھے۔۔۔۔۔ میں کیوں اُس پاگل کو سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ موسیٰ ہو میں۔۔۔۔۔ میرے  
لیے کوئی مکمل۔۔۔ ایجوکیٹڈ"

انا پرست موسیٰ نے اندر سے جھنجھوڑا تو خود کو تسلی ڈالا رہا تھا کہ وہ اُسکے قابل ہی نہیں ہے۔۔۔





اُسکے جواب دینے سے پہلے بیڈ کی دوسری طرف آیا اور بوٹ اُترنے لگا۔۔۔۔۔ جو بھی ہو رہا تھا غلط ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ بلاوجہ کے سوال جواب جو کل تک اُسے دیکھنا کا روادار نہیں تھا اب اُسے دیکھنے سے کترا رہا۔۔۔ شاید یہی وجہ تھی اُس کو کبھی غور سے نہیں دیکھا تھا اور اب دیکھا تھا تو نظریں خود بھٹک رہیں تھیں

"موسیٰ"

دبی دبی سی آواز پر نظریں پلٹیں نام پکارنے پر دل کی دھڑکنوں میں ایک طوفان بتمیزی بھرپا ہوا نظریں اُسکے وجود پر گئیں تو وہ بیڈ پر کھڑی تھی

"میں پیاری ہوں نہ۔۔۔۔۔ بتاؤ۔۔۔۔۔ میں منہوس نہیں ہوں نہ۔۔۔۔۔ بتاؤ نہ۔۔۔۔۔ تم بول کیوں نہیں رہے....."

موسیٰ کے چُپ رہنے اور مسلسل خاموش نظروں سے دیکھنے پر اُسکے سر میں درد کی لہر ڈوری۔۔۔۔۔ بیڈ سے نیچے اُتر گئی۔۔۔ شاید پھر اُسے دورہ پڑا۔۔۔ اُسکے پاس بس احساس محرومی تھی۔۔۔ جو اُسکے شعور میں تغینا لاتا تھا

"ڈرامے کیوں کرتی ہو تم ہاں۔۔۔۔۔ کیوں دے رہی ہو سب کو دھوکہ۔۔۔۔۔"

سارے جذبات پر پانی پھیر گیا اور اُسکا پاگل ہونا دوبارہ موسیٰ کی حقارت کی وجہ بن رہا تھا اپنی جگہ پر کھڑا تقریباً چلاتے ہوئے کہہ رہا تھا

"نہیں نہیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔۔۔ تم میری بہن کو نہیں مارو۔۔۔۔۔۔"

اُسکے اگے ہاتھ جوڑ کر کھڑی تھی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے

"کمال کی اداکار ہو۔۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔ ہماری زندگیوں سے کھیلنے کے علاوہ ایزا پرو فشنل اپنانا چاہیے"

طنز کرتا اپنے بوٹ دوبارہ پہن رہا تھا جبکہ وہ الماری سے لگی کانپ رہی تھی

"خون۔۔۔۔۔۔ خون۔۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔۔"

آنکھیں زور سے مینچے زیر لب دوہرا رہی تھی

موسیٰ کے ماتھے پر بل ہر لمحے گہرے ہو رہے تھے

"میری بہن۔۔۔۔۔۔"

زور سے چلائی اور موسیٰ کے نتھلے پھول گے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر گیا اور جاتے ہوئے دروازہ اتنی

زور سے مارا کہ زمین بوس ہونے سے بچا تھا

"کھانا دے دو اُسے اور کچھ پین کیلر بھی دے دینا"

وہ خود موبائل سے نظریں ہٹائے اسکو دیکھ کر واپس جاتے جاتے روکا

"فریش جوئس بھی لے جانا"

کہتے ہوئے روکا نہیں بلکہ راہداری سے ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔۔۔ چہل قدمی کا ارادہ تھا شاید

[illegible]

ایک ہفتہ گزر گیا تھا لیکن مرزا بالکل خاموش ہو گئی تھی کسی سے کوئی بات نہیں کرتی تھی بس سارا دن کمرے کی چھت کو گھورتے ہوئے ہی گزرتا تھا عمر بہت کوشش کر چکا لیکن وہ بولنے کو تیار ہی نہیں تھی

ڈاکٹر نے کمپلیٹ بیڈ ریسٹ کا کہا تھا جس پر عمل عمر کے غصہ سے وجہ سے ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ حیرت انگیز بات تھی نہ تو نگہت بیگم نے اُس سے پوچھا تھا کہ اُس نے اپنی جان لینے کی کوشش کیوں کی نہ ہی عمر اس متعلق کوئی بات کرتا تھا اُسے سولانے سے پہلے پتہ نہیں کونسی سی باتیں سناتا تھا اُسے

ہسنے کی کوشش کرتا لیکن وہ خاموشی سے اُسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندے رکھتی تھی عمر جانتا تھا وہ ساری ساری رات سو نہیں پاتی لیکن اس سوال کا جواب بھی نثار تھا

"میرو۔۔۔۔۔ یار آج تو کچن صاف کرنے میں بہت ٹائم لگا ہے میرا۔۔۔۔۔ بریانی بنانے سے بہتر ہے بندہ چاول بوائل کر لے"

واش سے نہا کر نکلا تھا ساتھ ساتھ اپنے بالوں میں ٹاول چلا رہا تھا اور ساتھ خوش گوار انداز میں مرحا کو باتیں سنا رہا جو بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ چھت کو گھورنے مصروف تھی

"میں خود کشی کی کوشش اسیلے کی۔۔۔"

مرحہ آنکھیں بند کر کے بغیر مخاطب کیے اُسے بتانے لگی جب سے گھر آئی تھی یہ پہلی بار تھا کہ وہ بولی تھی

"پتہ نہیں تم کیسے کچن میں سنبھلتی ہو یار۔۔۔۔۔ اس بات پر تمہارا انعام تو بنتا ہے"

اُسکی بات کو درمیان میں کاٹ کر ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے سنا ہی نہ ہو

"میری بات سنے"

آنکھیں بند کئے ہی اخطا کر بولی

"نہیں سنی۔۔۔۔ تم میری سنو"

ٹاول بیڈ پر پھینک کر مرہا کی طرف دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا ہاتھ کو سر کے نیچے رکھا ہوا تھا جبکہ دوسرے سے تکیہ کو پکڑ رکھا تھا

"مرہا کیا ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے کافی نہیں؟؟"

بیڈ پر لیٹے ہی مرہا کا سر اٹھا کر اپنے سینے پر رکھا اور ایک ہاتھ سے اُسکی پست کو سہلا رہا تھا  
"عمر میں کبھی آپ کو"

"مرہا چپ کرو یا۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا۔ بس تمہاری دھڑکنیں سنی ہیں تمہیں محسوس کرنا ہے  
۔۔۔۔ سال سے زیادہ عرصے ہم ایک دوسرے سے دور رہے ہیں۔۔۔۔ میں تمہاری آواز سننے کو  
ترسا ہوں۔۔۔۔ تمہاری مسکراہٹ کو دیکھنے کے لیے ٹرپا ہوں۔۔۔۔ کیا میرے جذبات کوئی مقام  
نہیں رکھتے"

وہ بہت آسانی سے بات کا پلٹا بدل چکا تھا۔۔۔۔

"میں یہ نہیں کہا عمر"

بھری ہوئی آواز میں بولی ساتھ ہی اُسکی شرٹ کو بٹنوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی



نم اور بھری ہوئی آواز سے بولتا ہوا اُسکا اپنا سحر قائم کیے ہوا تھا

اُسکی تمام باتیں خود بخود ختم ہو گئیں۔۔۔ وہ شخص اُسے ہر مرتبہ معتبر کرتا تھا۔۔۔ خود کی نظروں میں بلند کر دیتا تھا

مرحہ اُسکے گرد بازو حائل کرتی مان سے اُسکے سینے میں منہ چھپا گئی

اُسکے ہمسفر نے کرچی کرچی وجود کو خود میں سمیٹ لیا تھا۔ باہر چاند شرشہار ہوا تھا۔۔۔۔۔ نیم

اندھیرے میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں طلسم قائم کیے ہوئے تھیں

[illegible]

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ تم کہہ رہی ہو کہ موسیٰ خود کہہ کر گیا ہے کھانے کا"

صوفے پر بیٹھی اپنی عینک اُتار کر تجسس سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ باہر سردیوں کے بادل برسنے کو تیار تھے۔۔۔۔۔ پرندے اپنے گھونسلے میں موسم کی شدت کو دیکھتے ہوئے واپس چلے گئے تھے جبکہ میر حویلی میں شام کے وقت خاموشیوں کا دور دورہ تھا۔۔۔۔۔

"جی سایائن وہ خود ائے تھے اور اپنے سامنے کھانا بھیجا تھا"

ہاتھوں کو پہلو میں گرائے وہ مودبانہ انداز میں بتا رہی تھی

"آج سے گھر میں سارا کام میری مرضی سے ہوگا۔۔۔۔۔ میرے حکم کے آگے موسیٰ کی بات کو

اہمیت نہیں دی جائے گی۔۔۔۔۔ اور اُس لڑکی کو دن میں ایک بار کھانا دیا کرو"

موسیٰ کا رویہ بدلتا دیکھ کر چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا انتباہ دے رہی تھی

"جی جو حکم آپکا"

وہ حکم کے آگے سر خم کر گئی

ابھی کچھ کہتی روہاب کی ہائی ہیلز کی آواز پر دوسری طرف متوجہ ہوئی

"کہاں جا رہی ہے میری جان"

پیار بچکارا تے ہوئے گوئی



"جہنم میں جارہی ہوں۔۔۔۔ اور میرے کاموں میں زیادہ انٹرفیئر مت کیا کریں"

غصہ پہلے ہی ناک اور سوار تھا انکی انوسٹیگیشن دیکھ کر سوانیزے پر ہوا

"فاروق گاڑی نکلو"

دادی صاحب کو حیران چھوڑ کر خود راہداری سے ہوتی ہوئی گیراج میں آچکی تھی

"صاحب کا حکم ہے آپ گھر سے باہر نہیں جاسکتی چھوٹی بی بی"

سر جھکائے جواب دیا

ایک جھٹکے سے اُسکی بلٹ سے گن نکال کر کنپٹی پر رکھ دی

"اگر آئندہ کسی کے کہنے پر مجھے انکار کیا تو سیدھا قبر میں جاؤ گے۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے ابھی تمہارے

بچے بھی چھوٹے ہیں۔۔۔۔۔ اہ بچارے اسی عمر میں یتیم ہو جائیں گے"

آخر میں دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے بولی

جبکہ وہ چپ کھڑا تھا

"گاڑی نکلو۔۔۔۔۔ میں خود ڈرائیو کروں گی۔۔۔۔۔ بتا دینا اپنے سائیں کو۔۔۔۔۔ اور خبر دار جو میرے

پیچھے کسی نے آنے کی کوشش کی"

ایک ملازم وہاں کھڑے ڈرائیور کے اشارے سے گاڑی نکال لایا تھا جبکہ وہ اگلی ہدایت دیتی زن سے گاڑی بھاگا لے گئی

"سائیں باہر بارش ہو رہی ہے میرے گھر والی کو ڈر لگتا ہے کیا میں جاؤں "

ڈیرے کے دLAN میں کھڑا موسم کی ہیر پھیر کو گہری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جب پیچھے سے اُسکے سب سے وفا دار ملازم کی آواز آئی

اُسکی بات سنتے ہی ایک زور دار قہقہہ ہوا میں تحلیل ہوا۔۔۔ بارش کی رم زم اب موسلا دار بارش میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔۔ آسمان پر بجلی کی تاریں تھوڑے تھوڑے وقفے سے ظاہر ہو رہیں تھیں "وہ کیا بچی ہے سلامت۔۔۔۔۔ خیر سے تمہارے تو تین بچے بھی ہیں۔۔۔۔۔ اس عمر میں کیا ڈرنا " موسیٰ کے قہقہے لگانے پر یہاں وہ گھبرایا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اُسکے نرم لہجے کو دیکھ دو قدم آگے ہوا "نہیں سائیں میرے چھ بچے ہیں "

سلامت نے تھوڑا شرم کر کہا تو موسیٰ کی پیچھے کی طرف دیکھنے پر مجبور ہوا اور مسکراتے ہوئے چلنے لگا پیچھے ہی سلامت بھی اُسکی پیروی کر رہا تھا

"سلامت تمہارے تو تین ہی بچے تھے ایک سال پہلے "



بادلوں کی گرج ابھی ابھی ماحول میں وحشت قائم کیے ہوئے تھی

گاڑی فراٹے بھرتی حویلی کے راستے پر گامزن ہوئی جبکہ کے پیچھے کھڑا سلامت سر پر ہاتھ مار کر رہ گیا

"سلامتے کوئی فائدہ نہیں ہوا تیری یہ ایموشنل بلیکمنگ کا سائیں بہت سخت دل انسان ہے "

پیچھے سے آتی فرحان کی آواز پر پیچھے ہوا

"کینے تیرا ہی آئیڈیا تھا "

اُس پر جھپٹا تو فضا میں قہقہوں کی گونج اٹھی

.....

"روہاب یہ کیا کیا تم نے۔۔۔ ایک مرتبہ سوچ تو لیتی۔۔۔ شادی کر کے کونسا کچھ ہو جانا تھا جو تم نے انکار کر دیا "

سامنے بیٹھے لڑکے نے حیرت سے پوچھا

"اوہو ارحم مشکل تھی میرے لیے تمہارے ہوتی ہوئی میں کسی کی کیسے ہو سکتی ہوں "

اُسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ادا سے کہا

"لیکن اب بھول جانا پھر اپنی ساری پراپرٹی کو "



تھم دیتے ہی کھانے کے میز سربراہی گرسی پر برجمان ہوئیں

"میں فریش ہو کر آتا ہوں"

اپنے کپڑوں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے گویا

"موسیٰ رکو۔۔۔"

موسیٰ کو سیڑھیوں کی طرح جاتا دیکھ کر پکارا

موسیٰ کے چہرے کے تاثرات سیکنڈز میں بدلہ پیچھے سے آواز دینے والوں پر ماتھا ٹھنکا تھا

"تم اوپر کیوں جاتے ہو۔۔۔ نیچے رہا کرو۔۔۔ مت بولو کہ وہ بدلے کے عوض لے گی لڑکی ہے

"

موسیٰ کے دن بدن بدلتے تیور کچھ غلط ہونے کی نشان دہی تھے اور ایسا اپنی آنکھوں کے سامنے

ہونے دینا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا

"وہ میری بیوی ہے۔۔۔ میرا خاندان کی عزت ہے اس بات کو ذہن میں رکھیں کریں۔۔۔ بار بار

اُس سے اُسکی شناخت مت چھینا کریں۔۔ میں اپنے کمرے ہی رہوں گا"

دو ٹوک انداز میں بات کرتا سیڑھیاں پھلنگانے لگا آخری سیڑھی پر رکا

نیچے کھڑی دادی صاحب کا تو کاٹو اور لہو نہ ہو والا حساب تھا۔۔۔۔۔

A horizontal row of 16 circles. The first circle is black, followed by a white circle, and so on, alternating between black and white for the entire sequence.

کمرے میں ہتھتے پر ہاتھ رکھے اندر داخل ہو رہے تھا جب نظر سامنے کھڑی حسینہ پر پڑی

وہ اُسکی طرف پست کیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ ٹیرس کا دروازہ کھولا ہونے کیا وجہ سے ہوا کے  
تھپیڑوں کے ساتھ بارش کی چند بوندیں بھی اندر آرہی تھیں۔۔۔ بجلی کی چمک اُس پُر اسرار ماحول  
میں خلل پیدا کر رہی تھی

ماہ رخ موسیٰ کے سامنے کھڑی اُسے نہانے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

سیاہ لباس جس میں اُسکا دکھتا سپید رنگ سل، سر پر دوپٹہ جو شاید بال چھپانے کے لیے اوڑھ رکھا تھا موسیٰ کی بٹھکتی نظریں اُسکے ہاتھوں پر گئیں جو دودھ کی رنگت کو مات دے رہی تھی

-----ہاتھوں کی لمبی اور پتلی انگلیاں جو شاید سردی کی زیادتی سے سُرخ رنگ میں رنگ چکی تھیں



۔۔۔۔۔ وہ کسی بھی ہارسنگار کے بغیر بھی موسیٰ کے دل میں اتر گئی تھی۔۔۔۔۔ موسیٰ جسے محبت ایک مذاق لگتی تھی اُسے موسیٰ کی رگوں میں وہ پاگل لڑکی عشق کی بوند بوند بن کر اتر رہی تھی

۔۔۔۔۔

پہلے ڈیرے سے حویلی آنا ایک عذاب لگتا تھا اور آج ٹھہر ٹھہراتی سردی اور موسلا دار بارش میں بھی ایا تھا لیکن وجہ معلوم نہیں تھی اُسے کیوں جلدی تھی گھر آنے کی

موسیٰ جیسا سخت دل اور انا پرست انسان ایک پاگل لڑکی کا اسیر ہو چکا تھا اور معلوم بھی نہ ہو سکا وہ حُسن کی ملکہ ہر چیز سے بے نیاز کھڑی تصویر میں کھڑے پُرکشش اور مضبوط انسان میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

میری آنکھوں نے پکڑا ہے انہیں کئی بار رنگے ہاتھ وہ عشق کرنا تو چاہتی ہیں مگر گھبراتی بہت ہیں....

انتخاب

پچھے کھڑے موسیٰ کی نظریں بار بار بھٹک کر اُسکے ہاتھوں پر جا رہی تھی دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا وہ اُسکے مقابل جا کھڑا ہوا اُسکی متلاشی آنکھوں میں جھانکا تھوڑی دیر کے لیے وقت تھم گیا گھڑی کی

سوئیوں پر کسی نے گرفت مضبوط کی باہر بادلوں کا زور ٹوٹ چکا تھا مگر ٹوٹے ہوئے سرمائی سے بادل ابھی ابھی آسمان پر بھاگدشت سنبھالے چاند کی روشنی کو روکنے میں کامیاب ٹھہرے تھے بارش کے روکنے کی وجہ سے اب دور دور سے گیدڑوں کے بولنے کی آواز بھی اُنکو ایک دوسرے میں کھونے سے نہیں روک سکی تھیں۔۔۔۔

دونوں وجود ساکن تھے دھڑکنوں کا شور کانوں کی دہلیز پار کر چکا تھا۔۔۔۔ غیر ارادائی طور پر موسیٰ کا ہاتھ بت بنی ہوئی ماہ رخ کے ہاتھ پر گیا

اس کو دیکھا تو مصوّر سے ..... مرابط بڑھا  
میں نے اس شخص میں قدرت کے نظارے دیکھے !

اُسکے گذار سے ہاتھ موسیٰ کے ہاتھ میں جاتے ہی دل سینے کی بجائے انگلیوں میں دھڑکنے لگا  
۔۔۔ اُسکے کانچ سے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوئی۔۔۔ دو دلوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے تو پیغام پہنچنے میں کامیاب ٹھہری تھیں

دوسری طرف آنکھوں کہ رنگ ہولے سے تبدیل ہوا پہلے یہاں شوہر کے لیے احساس اطمینان تھا وہاں اب ڈر کے پہرے مضبوط ہوئے تھے وہ دھڑکنیں جو پیار کے گیت بنا رہیں تھیں اب اُن کی نس نس میں ڈر خون بن کے دوڑنے لگا تھا

"امی....."

ماحول یہاں موت جیسی خاموشی تھی وہاں ایک پُر زور چیخ نے طلاطم توڑا تو موسیٰ ہوش کی دُنیا میں واپس آیا

وہ اپنا ہاتھ چھوڑاتی پیچھے دیوار سے لگ گئی آنکھوں سے آنسو کی رم جم شروع ہوئی تو موسیٰ کو اپنے آپ پر غصہ آیا۔۔۔۔

وہ کیسے اتنا آؤٹ آف کنٹرول ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ یہ نہیں تھا وہ لڑکیوں میں رکھا نہیں تھا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کبھی بے خودی اُس پر طاری نہیں ہوئی تھی جیسے آج ہوا۔۔۔۔۔ اُسے خود سے نظریں چرانا پڑی تھی۔۔۔۔

ایک نظر اُسے دیکھا جو تقریباً دیوار میں گھسنے کی پوری کوشش کر رہی تھی

"شکر تھا کہ دیواریں سینٹ کی تھیں"

باہر سے دروازہ لاک ہوا تو موسیٰ کی نظریں ڈری سہمی ہوئی ماہ رخ سے ہٹی  
"آجاؤ"

اپنے بال سیٹ کرتا بیڈ کی طرف آیا جبکہ ملازمہ لوازمات سے بھری ٹرالی کو اندر لے کر آئی  
اُن دونوں پر نظریں ڈالے بغیر میز پر کھانا چھنا اور نظریں جھکائے ہی باہر کو جانے لگی جب موسیٰ  
کی آواز پر قدم روکے

"سنو۔۔۔ کیا تم جانتی ہو ماہ رخ کو کیا مسئلہ ہے "

پتہ نہیں ملازمہ سے کیوں پوچھ رہا تھا لیکن اُسے جاننا تھا

"سائیں۔۔ ہمیں نہیں پتہ "

انداز ایسا تھا جیسے جانتی ہو لیکن کسی وجہ سے رک گئی

"کیا تم چاہتی تھیں حویلی سے نکال دیا جائے"

سوالیہ نظروں سے دیکھتا اُسکے سامنے آکر کھڑا ہوا وہ ڈرتی تھوڑا پیچھے کو کھسکی

"سائیں۔۔۔ اس کا باپ مارتا تھا۔۔۔ اور اسکو سارے خاندان والے منہوس کہتے تھے۔۔۔ ایک رات باپ نے مار کر اندھیرے کمرے میں پھینک دیا کیوں کے اس کی وجہ سے اس کے اکلوتے بھائی کو چوٹ لگ گئی تھی۔۔۔ اُسکے بعد دماغ خراب ہو گیا۔۔۔"

موسیٰ کی آنکھوں کا رنگ اور دھمکی سمجھتے طوطے کی طرح کہانی سنا دی

جبکہ پیچھے کھڑی ماہ رخ اپنے بالوں سے کھیلنے میں مصروف تھی

موسیٰ کا چہرہ اذیت سے سُرخ ہو گیا۔۔۔ سانس لینے کا وقفہ طویل ہوا اور آنکھیں لال انگارے جیسی ہو گئی

"جاؤ"

ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا جبکہ آواز حلق سے نکلنے سے انکاری تھی

اُس دن سے جانے انجانے میں دی گئی اذیتیں اُسکی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگیں

شرمندگی سے سر جھک گیا

وہ کیسے اُس لڑکی کو اذیتیں دے سکتا تھا جو پہلے ہی اذیتوں میں پٹی بڑھی تھی

ٹیرس پے اتا ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام چکا تھا

"کمزور وہ تھی کمزور تو میں تھا۔۔۔۔ جس نے ایک عورت کو بدلہ لینے کے لیے مختص کیا  
۔۔۔۔ سردیوں میں بھی وہ بغیر بلنٹ کے سو لیتی تھی۔۔۔۔۔ سخت سے سخت بخار کو شکست دے  
دیتی تھی۔۔۔۔۔ آج اُسکے مطابق اُسے بادلوں سے ڈر کے کہیں چھپنا چاہیے تھا۔۔۔۔ لیکن جب وہ  
آیا تو وہ ایک مضبوط لڑکی کی طرح بادلوں سے نا ڈر سی بنا خوف سے کھڑی تھی "

اُسے ایسا لگا جیسے کسی نے اُسکا دل اپنی گرفت میں لے لیا ہو جیسے۔۔۔۔۔ ٹپتے صحرا میں اکیلا چھوڑ دیا گیا ہو۔۔۔۔۔ حلق میں کانٹوں کے چپنے کی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ ہر لمحے زمین میں دھنسے جیسا احساس ہو رہا تھا

[illegible]

وہاں کھڑے اُسے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا جو صدیوں کے برابر محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ سامنے کرنا  
کتنا مشکل تھا یہ وہی جانتا تھا

"آ جاؤ کھانا کھا لو"

-- بال بکھرے ہوئے تھے سردی سے ہاتھوں کی پوریں سپید سے گلابی رنگ میں رنگ چُکی تھیں

غم کی رنگت بدل چلی ہے

یا یو نہی، بجھ رہی ہیں شمعیں

یا شبِ ہجر ٹل چلی ہے

لاکھ پیغام ہو گئے ہیں

جب صبا ایک پل چلی ہے

جاو اب سو رہو ستارو

درد کی رات ڈھل چلی ہے

فیض احمد فیض

وہ اپنی جگہ سے نہیں اُٹھی ویسے ہی گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔۔ جیسے سنائی ہی نہ دیا ہو

موسیٰ جو صوفے پر بیٹھ چکا تھا دوبارہ اُٹھا اور اُسکے برابر جا کر بیٹھ گیا

"ماہ رخ۔۔۔۔۔ کھانا نہیں کھانا کیا"

اُس کے برابر الٹی پلٹی مار کر بیٹھ گیا الفاظ اور لہجے میں مُجت۔۔۔ احساس۔۔۔ ندامت سب کچھ پنہا

تھا





"کھانا کھاؤ گی؟؟؟"

"ڈرو نہیں۔۔۔۔۔۔ بلکہ تم مجھ سے باتیں کرو"

اُسے دُکھ ہو رہا تھا وہ اس پر تک یقین نہیں کر رہی تھی بلکہ ابھی بھی خوف کی رمتق آنکھوں میں  
ماجود تھی

"تم ڈانٹے ہو۔۔۔۔۔ میری بات نہیں سنتے"

اُسکی آنکھیں جو بالکل خالی تھی ایک سیکنڈ میں آنسوؤں سے بھر گئیں

"میں کیوں اِس کی منتیں کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہ ہے ہی اِسی قابل "

دل میں سوچتا اُٹھ کھڑا ہوا اور سامنے صوفے پر جا کر اپنی پلیٹ میں کھانا نکلنے لگا

جبکہ کھانے کا ڈھکن کھلتے ہی بھینی بھینی سی خوشبو پورے کمرے میں پھیل گئی

اب موسیٰ اُسے سرے سے نظر انداز کیے اپنے کھانے کا ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھا جبکہ ماہ رخ ٹیڑھی نظروں سے کبھی اُسکے منہ کی طرف تو کبھی اُسکی پلیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی کھانے کی خوشبو اُسکے لذیذ ہونے کی دعویٰ دار تھی

ماہ کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور کمر کستی ایک سیکنڈ میں موسیٰ کے سر پر آن پہنچی دوسرے ہی لمحے اُسکے ہاتھوں سے پلیٹ نکال کر نیچے پٹخ دی

پلیٹ موسیٰ کے ہاتھوں سے نکل کر زمین پر کرچی کرچی ہوئی پڑی تھی اُس میں مایوس بریانی اپنی بے قدری پر آنسو بہا رہی تھی جبکہ موسیٰ چند لمحے پہلے ہوئی کروائی کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

"یہ کیا کیا۔۔۔۔۔؟؟"

حد درجہ غصہ سے چلایا تو سامنے کھڑی ماہ رخ کی آنکھوں کے گوشے سیراب ہوئے۔۔۔ موسیٰ کی چیختی آواز سے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔ سیاہ دوپٹہ کو ہاتھوں میں دبوچے قدم قدم پیچھے ہو رہی تھی

"میں۔۔۔ نہیں کیا"

دیوار سے لگ کر نیچی آواز میں منیمنائی تو موسیٰ کے ماتھے پر پڑی سلوٹیں چند سیکنڈ میں ہی دور ہو گئی

"ادھر او کھانا کھاؤ"

بے حد دھیمے آنچ دیتے دیتے لہجے میں کہا لیکن وہ وہی جامد تھی

باہر بارش برسنے کے بعد سردی میں حد درجہ اضافہ ہو چکا تھا جبکہ ٹیرس کا ڈور کھولے ہونے کی وجہ سے چندائی سے روشنی پورے کمرے کو معظہر کر رہی تھی

ماہ رخ کی رنگت یہاں سردی سے سُرخ ہو چکی وہیں اس کے ڈر سے چہرے لٹھے کی طرح سفید ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھوں باہم جوڑے وہ بیزار کھڑی نظریں جھکائے ہوئے تھی

"یہ تو ثابت ہوا کے پاگل ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی ڈھیٹ بھی ہیں محترمہ"

ہولے سے لبوں کو جشش دیتا اپنی جگہ سے اُٹھو۔۔۔۔۔ افسوس سے نیچے کے ماربل کو دیکھا یہاں پلیٹ کی کرچیاں اور چاولوں کے دانے پورے کمرے میں بکھرے پڑے تھے

"نہیں۔۔۔۔۔ مارنا۔۔۔۔۔ مجھے بھوک لگی تھی"

اُسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر نیچے بیٹھی ہوئی لڑکھڑاتے لفظوں سے بولی

"کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔۔۔ تم کھانا کھا لو"

وہی قدم روک کر اُسے یقین دہانی کروائی

چہرے پر اب سپاٹ تاثرات کی جگہ ہلکی سی مبہم ہوتی مسکراہٹ۔۔۔۔۔ آنکھیں جو تھوڑی دیر پہلے گہری شوزش زدہ تھیں اب انکی شوزش غائب تھی۔۔۔۔۔ آواز میں ٹہراؤ جبکہ لہجہ مُجت سے چور تھا

کپڑے جو بارش سے بھیگے ہوئے تھے اُن پر اب صرف سلوٹیں تھیں  
ماہ رخ مسلسل اُسکے پاؤں پر نظریں جمائے کھڑی تھی جبکہ موسیٰ کی نظریں اُسکے پریوں جیسے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں

اُسکی مسلسل نظروں سے پریشان ہوتی ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔۔۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں نم ہوئیں جبکہ چہرے اور یکدم سُرخ نہ پہرے بیٹھے۔۔۔۔۔ کانوں کی لو تک کھڑے ہو گئے مگر اُسکی نظریں ہٹنے کا نام نہیں لے رہیں تھیں

"صاحب آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بولا رہیں ہیں"

خاموشی اور منہ زور ہوتے جذبات کا طلسم باہر سے آتی آواز نے تھوڑا۔۔۔۔۔ تو موسیٰ کی نظریں اُسکے چہرے سے ہوتی ہاتھوں سے پر جا ٹھہریں جو سردی سے گلابی رنگت میں رنگے ہوئے تھے  
۔۔۔ اُسکے ہاتھوں کی باریک باریک سی انگلیاں جن کو ہاتھ لگنے سے ٹوٹنے کا خدشہ لاحق تھا یہ موسیٰ کا خیال تھا اور حقیقت اُنکو چھو کر ہی پتہ چل سکتی تھی

ماہ رخ جو باہر سے آواز آنے پر تھوڑی پُر سکون ہوئی تھی اُسکی یکسوئی پر حیران ہوئی  
"آ رہا ہوں"

باہر دوبارہ سے آواز آئی تو سخت آواز میں بول کر واش روم میں گھس گیا

ماہ رخ جلدی سے ٹیبل پر گئی اور وہاں سے تین چار بریانی کے چچ بھر بھر کر منہ میں انڈیل لیے  
جس کے بعد منہ سے سانسکا آنا ایک مشکل مرحلہ ہی لگا تھا وہاں پڑے سنیک اور چکن فرائیڈ نے  
باؤل کو بیڈ کے نیچے چھپایا اب اپنے منہ کے حساب کو دیکھ رہی گال اپنی حد سے تجاوز کر کے پھیل  
چکے تھے کیوں کے اُن میں مابود بریانی ابھی حلق سے نہیں اتری تھی پھر حوصلا کر کے چچ پکڑا  
پانچوں چچ بھرا ہی تھا جب واش روم کے دروازہ کھولنے کی آواز آئی تو جلدی سے منہ کے آگے  
ہاتھ رکھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی رُخ واش روم کے دروازہ سے بالکل مخالف سمت تھا  
موسیٰ اب کپڑے بدل کر نکلا تھا بلیک رنگ کی کھولی سی شرٹ جبکہ بلیک رنگ میں ہی ٹراؤزر تھا  
منہ سے پانی کی چند بوندیں ٹپک رہیں تھی۔۔ کمرے میں شاور جل کی خوشبو پھیلی تو ماہ رخ نے  
ترشی نظروں سے موسیٰ کی طرف دیکھا جو اپنی ہی دھن میں شیشے کے آگے کھڑا اپنے بال سنوار  
رہا تھا



لڑکھڑادی تھیں۔۔۔۔۔ منافقت کی انتہا یہ تھی کہ عمر کے سامنے اُسے پلکوں پر بیٹھا کر رکھتی تھی

اُسکی آنکھیں یہاں اب حلقے ماجود نہ تھے چہرے کی متواتر تبدیل ہو چکی تھی  
عمر کی دھڑکنیں اُسکے کانوں میں پڑ رہیں تھی جو اُسکے لیے احساس زندگی تھا وہ اُسکے مضبوط سینے پر  
سر رکھے لیٹی ہوئی تھی اور اُسکے گرد عمر کے بازوؤں خود میں بھینچے ہوئے تھے  
"اوہ۔۔۔۔۔ سو جاؤ"

اُسے بازو ہٹانے کی کوشش میں تھی جب عمر کی آواز پر مسکرائی  
"صبح ہو گئی ہے مجازی خدا۔۔۔۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہے"

کھکھلاتی ہوئی آواز پر آنکھیں واکیں تو وہ اٹھ کر اب دوپٹہ لے رہی تھی  
اُسکی مسکراتی آنکھیں۔۔۔۔۔ گلابی رنگت۔۔۔۔۔ بھرے بھرے سے نقوش اور حجاب اسٹائل میں لیے  
ہوا دوپٹہ عمر کی نظریں ساخت کیے ہوئے تھا  
"پیاری لگ رہی ہو"







باہر سے دروازہ کھٹکھٹاتی نگہت بیگم کی آواز پر مرزا اچھل کر پیچھے ہوئی

عمر اُس کو دیکھتا اُٹھ کر واش روم میں بند ہو گیا جبکہ مرزا دوپٹہ سیدھا کرتی اپنی گالوں کو سہلا رہی تھی تاکہ اُنکی بلبشنگ ختم ہو سکتے۔۔۔۔۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی دروازہ تک گئی لیکن دل ابھی بند ہونے کو تھا

"السلام وعلیکم امی جان"

نگہت ابھی ابھی وہی ماجود تھی

"لڑکی باہر آؤ زرا میری بات سنو"

کمرہ خالی دیکھ کر مرزا کو بازو پکڑ کر باہر لے آئی

"تم جتنی بھی چالاک بن جاؤ مجھے بے باقوف نہیں بنا سکتی۔۔۔۔۔ تمہاری اُس ڈاکٹر نے مجھے بتایا ہے

کہ تم تو قابل ہی نہیں ماں بنانے کے۔۔۔۔۔ اور پتہ ہے عمر کو جب پتہ چلے گا دوسرے لمحے

تمہیں اپنی زندگی سے اس گھر سے نکال دے گا"

سخت نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

"امی"

آنکھیں ٹپٹبا گئیں

"دیکھو اب عمر کو دوسری شادی کے لیے مناؤ ورنہ۔۔۔ میں ایسی گیم کھیلوں گئی کے عمر تمہیں دوسرے لمحے چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔"

مرحاح کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں

ابھی وہ کہتی پیچھے واشروم کا دروازہ کھلا

"مرحاح بیٹا کچھ کھا لیا کرو۔۔۔ دیکھو ذرا کتنی کمزور ہو گئی ہو"

عمر اُن دونوں کو دیکھ کر باہر کو مسکراتے ہوئے آیا تو نگہت بیگم مرحاح کی پیشانی پر لب رکھ ہوئے تھی۔

"مجھے لگتا ہے امی بہو کے چکر میں بیٹے کو بھول ہی گئیں"

نگہت کے گلے میں باہیں ڈال کر بولا تو مرحاح نے کٹے ہوئے دل کے ساتھ مسکرائی

زندگی ایک بار پھر تلخ موڑ موڑ چکی تھی

دیکھو اس کا ہجر نبھانا پڑتا ہے

وہ جیسا چاہے ہو جانا پڑتا ہے

A horizontal row consisting of 16 circles arranged alternately as black, white, black, white, etc., starting and ending with a black circle.

دو گھنٹے بلا وجہ کی باتوں کے بعد اوپر کی طرف آرہا تھا۔۔۔ جن باتوں کا نہ کوئی مقصد تھا نہ کوئی حاصل لیکن۔ دادی صاحب کی باتیں ختم ہونے کو نہیں تھی

"موسیٰ"

پیچھے سے پھر کسی کی آواز پر اکتا کر پیچھے کو دیکھا

تو روہاب کھڑی مسکرا رہی تھی

"کیا ہے؟؟؟"

چہرے پر غصہ اور لہجہ تھکا ہوا تھا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے تھوڑا ٹائم چاہیے اگر تمہارے پاس ہو"

روہاب پہلی اُسکے نرمی سے بات کر رہی تھی اپنی انا کو ایک طرف رکھے

"میرے پاس ٹائم نہیں ہے"

سرد لہجے میں بولتا ہوا آگے بڑھ گیا اور روہاب نے پاؤں پٹخا اور غصہ سے موبائل پر نمبر ملنے لگی

موسیٰ کچھ غیر متوقع سا محسوس ہوا۔۔۔ عجیب سی سمل کمرے سے آرہی تھی پھر سر جھٹکتا ہوا

دروازہ کے ہتھے پر ہاتھ رکھ کر اندر کو دکھلاتے ہوئے داخل ہوا تو۔۔۔۔ آنکھیں حیرت کی زبانی

سے پھیل گئیں کیوں کے ماہ رُخ زمین پر بے سُد پڑی تھی کمرہ میں سے کھانا جو ماہ رُخ نے گرایا  
تھا سب غائب تھا البتہ ٹیبل پر بھی کچھ ماجود نہیں تھا  
"فقیریں-----"

ماہ رُخ کے پاس گھٹنوں کا بل بیٹھتا ہوا غرایا  
"جی سائیں"

ملازمہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی  
"ماہا کو کیا ہوا ہے"

اُسکی گال سہلاتی ہوئے بولا تو نظر اُسکے بازو پر گئی یہاں سے خون بہہ رہا تھا  
اُسے چھوڑتا ہوا ملازمہ کے مقابل کھڑا ہوا  
"کیا کیا ہے اس کے ساتھ"

تقریباً چلاتے ہوئے بولا تو ملازمہ ڈر سے پیچھے ہوئی

"سائیں--- بڑی سیائیں نے کہا تھا جب چھوٹی بہو کو دورہ پڑے تو ٹیکا لگا دینا نرس نے لگایا لیکن یہ  
بہت زیادہ چیخ رہی تھی اور لگوا نہیں رہی تھی اور سوئی اندر ٹوٹ گئیں"

ڈرتے ہوئے بولی ساتھ ہی اپنے ہاتھ مسل رہی تھی

"پاگل ہو تم لوگ۔۔ کونسا انجیکشن لگایا تھا"

دوبارہ نیچھے بیٹھ کر اُسکا بازو دیکھ رہا تھا یہاں سے خون نکل رہا تھا

ملازمہ پیچھے سے انجیکشن کا شاشا اٹھا کر لائی جس سے نکالا تھا اور اُسکی طرف بڑھایا

"کھانا بھی نہیں کھایا تھا ماہ رخ نے تو.... اور آپ لوگوں نے اتنی مقدار میں اُسے نشے کا انجیکشن دے دیا"

وہ چلایا

"پاگل سارے کے سارے پاگل اکٹھے ہو گئے ہو تم لوگ"

اُسے نیچھے سے اٹھا کر بیڈ پر لیٹایا

ماہ رخ کی رنگت بالکل زرد تھی سانسیں بہت زیادہ اکھڑ رہیں تھیں۔۔۔۔۔ نشے کی وافر مقدار ہونے کی وجہ سے اُسکا جسم مفروج ہو چکا تھا

موسیٰ کی نظر زمین پر پڑی یہاں چاول پڑے تھے اور بیڈ کے نیچے دو باؤل ویسے کے ویسے ہی پڑے تھے۔۔۔۔



اجیکشن کی سوئی زیادہ اندر تک جا چکی تھی جبکہ سانسیں وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ اُکھڑ رہیں تھیں  
ایک ہاتھ بڑھا کر اُسکا چہرہ چھویا تو اُسکا جسم برف سے مشابہت رکھ رہا تھا  
پچھے کھڑی ملازمہ ابھی بھی ہاتھوں کو مسل رہی تھی اور ڈر سے جسم کپکا رہا تھا  
موسیٰ پھرتی سے ٹیرس کا دروازہ بند کر کے کارٹن گرا رہا تھا تو اچانک نظر ملازمہ پر پڑی  
"تم جاؤ اب۔۔۔۔"

ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا تو وہ غائب ہو گئی موسیٰ دروازہ بند کر کے ہیٹر آن کرتا اُسکے پاس  
آیا جو ابھی بھی ہوش کی دُنیا میں نہیں تھا  
اُسکے پاس بیٹھتے ہی بلینکٹ سے باہر پڑے ہاتھ پر نظریں روکیں۔۔۔ دھڑکنوں میں اچانک انتشار  
برپا ہوا  
پہلے اُسکے ہاتھ کی طرف دیکھا جو سُرخ تھا پھر اُسکے چہرے کی طرف جو شاید گرمائش ملنے کی وجہ  
سے تھوڑا پُر سکون تھا

پھر اُسے بیہوش دیکھ کر ہولے سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اُسکے ہاتھ کو نرمی سے چھو کر دیکھا۔۔۔۔  
حقیقت میں ہی اُسکا ہاتھ نرم اور ملائم تھا

"یہ میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔ مجھے ڈاکٹر کو بولنا تھا "

اپنا ہاتھ جلدی سے کھینچ کر دوسرے ہاتھ سے پکڑا اور خود کی ملامت کی

حال کچھ اور تھا، کچھ اور بتائے رکھا

اک تیرے واسطے کتنوں کو بٹھائے رکھا

ہم نے تا عمر کسی اور کا چرچا کر کے

اپنا محبوب زمانے سے چھپائے رکھا

لیڈی ڈاکٹر ماہ رخ کی نبض ہاتھ میں لیے ایک نظر سامنے کھڑے موسیٰ کو دیکھتی جیکے دوسری ماہ رخ کو جو ابھی بھی بے ہوش تھی۔۔۔ سانسیں بہت زیادہ دھیمی رفتار سے چل رہیں تھیں جبکہ ماتھے پر اتنی سردی میں بھی پسینے کی کچھ بوندیں ماجود تھیں

"مسٹر زرک یہ پولیس کیس ہے "

وہ تسلی سے اپنے ہاتھ سینے پر باندھتی ہوئی گئی

"آپ سے یہ معلوم کرنے کے لیے نہیں کہا۔۔۔۔۔ بتائیں میری بیوی کب تک ہوش میں آئے گئی"

ماتھے پر لا تعداد بل لیے بولا

"مسٹر زرک آپکی بیوی کے ہاتھ پر بھی زخم کے نشان ہیں جبکہ انکی رنگت بتا رہی ہے کہ ویکنس کافی حد تک ہو چکی۔۔۔ اوپر سے اُنکے جسم میں نشے کی مقدار آپریشن یہ ہے بیہوشی کے لیے دیے جانے والے نشے کی مقدار سے چار گنا زیادہ ہے۔۔۔۔۔ تو اس سے یہی سمجھ آ رہا ہے کہ آپ اسے ذہنی اور جسمانی دنوں طرح سے تشدد کر رہے ہیں"

ڈاکٹر اپنی چیزیں بیگ میں ڈالتی ہوئی تشویشی نظروں سے موسیٰ کو دیکھتی ہوئی بولی "وہ ذہنی مریضہ ہے اور یہ ایک غلط فہمی سے ہوا ہے آپ غلط نتیجہ اخذ مت کریں"

کافی حد تک اپنے اعصاب کو قابو کیے ہوئے تھا جبکہ بیڈ کی پیدنی پر گرفت کافی سخت تھی۔۔۔۔۔ اوپر احساس شرمندگی نے بری طرح گھیر رکھا تھا

"کیا آپ بتا سکتے ہیں آپکی مسز کے ساتھ کیا مسئلہ ہے"

ڈاکٹر اب اطمینان سے اپنا بیگ ایک طرف رکھتی اُسکے سامنے صوفہ پر براجمان ہو گئیں

کسی اور کے منہ سے اسے اپنے نام سے منسلک سن کر روح تک سرشار ہوئی  
"شاید پانیک اٹیک۔۔۔۔۔ یہ پھر کوئی خوف ہے جس کی وجہ سے اُسکا رویہ ہر گزرتے سیکنڈ میں  
تبدیل ہوتا ہے"

ماہ رخ کے پُر سکون چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا

"کیسا خوف۔۔۔۔۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں مسٹر زرک۔۔۔۔۔ جیسے کے کچھ لوگوں میں ماحول کا خوف  
ہوتا ہے جس کی وجہ سے پانیک اٹیک آتے کچھ میں لوگوں کا اور اکثر میں غیر مری مخلوق کا "  
موسیٰ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا اور اپنی جگہ سے دوبارہ ماہ رخ  
کے سرہانے اکھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں اُسے ماحول کا خوف نہیں ہے کچھ دیر پہلے گرج چمک میں بھی سکون سے کھڑی تھی  
۔۔۔۔۔ ہاں مجھے لگتا ہے انسانوں کا یہ صرف مردوں کا خوف سر فہرست ہے۔۔۔۔۔ اور ہر لمحے کردار  
بدل جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ سب کچھ بھول جاتی ہے"

وہ فرصت سے پریشان چہرے کہ ساتھ بتا رہا تھا

"یہ تھوڑا بہت شیز و فرینا سے ملتا ہے لیکن ہم اسے شیز و فرینا نہیں کہہ سکتے۔۔۔۔۔ آپ ایسا کریں کل کسی ٹائم میرے کلینک آئیں پھر تفصیل سے معائنہ ہو گا ابھی انکو شاید کل دوپہر تک ہوش آجائے لیکن دوبارہ ایسی سنگین غلطی مت کریے گا ورنہ اپنی بیوی کا سروال مشکل ہو جائے گا کیوں کہ مجھے لگتا ہے پہلے بھی نشے کے انجیکشن لگائے گئے ہیں انہیں "

افسوس سے ماہ رخ کو ایک نظر دیکھ کر اپنا بیگ اٹھا کر چلنے لگی  
"کیا مطلب "

ماتھے پر تیوری چڑھائی دو قدم آگے بڑھا

"مسٹر زرک مجھے آپ سمجھدار انسان معلوم ہوتے ہیں اسلئے آپ کے پیچھے جو ہو رہا ہے اُس پے نظر رکھیں۔۔۔۔۔ کیا آپکو انکی رنگت سے معلوم نہیں ہوتا جیسے صدیوں سے بیمار ہیں اور ایسا تب ممکن ہو سکتا ہے جب انہیں یہ تو کھانا نا دیا گیا ہو یا پھر روز نشہ آور ادویات دیں جاتیں ہیں جن کی وجہ سے کھانا سروال کے لیے کافی نہیں ہوتا "

ایک قسم کا بم پھوڑا تھا اُسکے سر پر

"جی"



"سائیں ہمیں نہیں معلوم"

کافی فاصلے پر بیٹھی دادو صاحب کی طرف دیکھتی اپنی بات پر ڈھتی رہی

"چٹاخ"

موسیٰ کا بھاری ہاتھ لاشعوری طور پر اُسکے منہ پر اپنی چھاپ چھوڑ چکا تھا

"س۔۔۔۔۔سائیں بڑی سائیں نے کہا تھا کہ بچا خوجا کھانا دیا کرو"

ایک ہی وار سے زبان بے لگام ہوئی اور سچ اُگل دیا

موسیٰ کے چہرے پر نہ گوارایت چھاگئی۔۔۔۔۔

چہرہ غصہ کی زیاتی سے لال انگارہ ہو رہا تھا

پیچھے کھڑی دادی صاحب نظریں جھکائے ہاتھ مسل رہیں تھیں۔

وہ تیز تیز ڈگ بھرتا کچن میں گیا۔۔۔ پیچھے کھڑے نقوش حیران ہوئے۔۔۔ ٹھیک دو منٹ بعد ہاتھ میں کچھ لیے باہر آیا۔۔۔۔۔ دوسری طرف روہاب اپنی انگلی پر چابی گھومتے ہوئے دُنیا مافیا سے بے خبر حال میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ تیز اناری رنگ کی شرٹ جس کے بازو غائب تھے اور ٹخنوں

موسیٰ اُسکے آگے دیوار بنا۔۔۔ تو وہ شرمانے والے انداز میں نظریں جھکائے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ موسیٰ نے ضبط سے ہاتھ بھنیچے۔۔۔۔۔

"حکم کریں سائیں"

دادی صاحب ٹرپ کر اگے آئیں اور موسیٰ کو پیچھے کیا



"کیوں وہ انسان نہیں۔۔۔۔۔اُسکا دل نہیں جو اُسے ایسا کھانا دیا گیا۔ آج روحاب مجھے یہ کھا کر دیکھائی گی ورنہ کسی اچھائی کی بید مت رکھیے گا مجھ سے "

ماٹھے پر لاتعداد بلوں کا اضافہ ہوا اور آنکھوں کی سفید داریاں چند لمحوں میں لال انگارے جیسے ہو گئیں

"کیوں۔۔۔۔۔کیا ہم نے کہا تھا تمہیں زور زبردستی کی تھی تمہارے ساتھ کے اُس پاگل کو لے کر او۔۔۔۔۔نہیں موسیٰ زرک وہ تمہاری ضد تھی تمہاری انا کا مسئلہ۔۔۔۔۔اور یہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اذیت دینے کے لیے ہی لایا گیا تھا اُسے۔۔۔۔۔پھر اب کیوں اتنے اتوالے ہو رہے ہو۔۔۔۔۔"

اب نظریں جھکانے کی باری موسیٰ کی تھی۔۔۔۔۔روحاب موقعہ غنیمت جانتے ہوئے سیرھیاں پھلانگ گئی

"ہاں لایا تھا میں اُسے اذیت دینے کے لیے لیکن وہ تو پہلے ہی ظلم کی چکی میں پس چکی ہے۔ لیکن میں کبھی نہیں کہا کہ اُسے کھانا جانوروں سے بدتر دیا جائے "

موسیٰ کے اعصاب ڈھیلے پڑے اور ایک مرتبہ پھر احساس ندامت نے پیچھے گھاڑ دیے

"موسیٰ مرد بانو۔ یہ ہر عورت پر اپنے جذبات قابو میں نہ رکھنا مردوں کہ شبہ نہیں "



پہلی بار اُس پر خفا ہو رہا تھا لیکن مرزا بھی ڈھت کر کھڑی تھی

"میرے پیار کا تم نہ جائز فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔۔۔ آج تو یہ بے تکی بات میں نے برداشت کر لی ہے لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا"

مرزا نے حیرانی سے دیکھا تب سے بھڑک رہا تھا اور اب کہہ رہا ہو برداشت کر لی اور اگر نہ کرتا تو پھر کیا ہوتا

"اُف"

خود ہی سوچ کر کانوں کو ہاتھ لگائے

"عمر کر لیں تو۔۔۔۔۔ لوگ چار چار شادیاں کرتے ہیں"

وہ گارڈن میں آگے آگے چل رہا تھا جبکہ مرزا اُسکی پیروی میں

چہرے پر مسکان لیے مسلسل دھڑکتے دل سے مانا رہی تھی اور خود دل دُعا میں مصروف تھا کہیں مان نہ جائے

"نہیں کرنی بس بات ختم۔۔۔۔۔ بچے نہیں چاہئے"

اچانک پیچھے کو موڑا تو دونوں کا تصادم ہوتے ہوئے بچا

بھوک ہڑتال کا اعلان کرتی تیز تیز قدم اٹھاتی لاؤنچ کی طرف چلی گئی

"یاگل عورت"

عمر نے پیچھے اپنا ماتھا پیٹا اور وہاں مابود بیچ پر بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ پانی گلے میں اتارا

"کس طرح میں طلاق کا مطالبہ کرو۔۔۔ آپ نے دیکھا نہیں کتنا غصہ ہیں وہ"

لاؤنچ میں داخل ہوتے ہی سامنے نگہت بیگم کو کھڑی پایا تو روتے ہوا اپنا ڈر بیان کیا

"دیکھا ہے میں یہ بچوں کی طرح کرو گی تو کیا مانے گا وہ۔۔۔۔۔ کہو اُسے یہ تو دوسری شادی کرے یا

پھر تمہیں طلاق دے۔۔۔ دیکھو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے اب اگر تم یہ نہیں کر سکی تو مجھے

تمہیں طلاق دلوانی پڑے گی پھر اُسکی شادی تو ہو جائے گی لیکن نقصان تمہارا ہی ہے "

اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے رعب سے کہا تو مرزا خالی نظروں سے دیکھتی رہ گئی

ساری رات احساس ندامت کی وجہ سے کمرے میں نہ جا سکا۔۔۔ بار بار قدم اُس طرف اٹھتے لیکن

ہر بار حوصلہ درکار تھا۔۔۔ کچھ تبدیلیاں تھیں جو خود باخود اُسکی ذات تسخیر کر رہیں تھیں دل میں

بار بار اُسے ایک نظر دیکھنے کا خیال گزرتا لیکن اپنے جذبات کو قابو کیا آج دوسرے کمرے میں  
ماجود تھا ساری رات آنکھوں میں گزر گئی اور اب پردہ سے دھیمی دھیمی سی روشنی کمرے کے محگلے  
سے اندھیرے کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی صوفے پر آدھا ترشا سا بیٹھا صبح ہونے کے  
انتظار میں تھا

"صاحب جی چھوٹی بہو اُٹھ گئیں ہیں۔۔۔۔۔اُنکی۔ طبعیت ٹھیک نہیں "

ماتھے پر بکھرے ہوئے بال اور چہرے پر سپاٹ تاثرات اُسکی بے چینی کا خمار تھے پٹ سے دروازہ  
کھولا اور ہنپتی ہوئی ملازمہ نے اُسے خیالات کی دُنیا سے باہر نکالا

سیکنڈ سے کم وقفے میں بغیر کچھ کہے بھاگا اور پیچھے ہی ملازمہ اُسکی پیروی میں سیڑھیاں چھڑ رہی تھی  
موسیقی نے ڈار کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولا تو سامنے ماہ رخ بری طرح اپنے آپ کو نوچ رہی تھی  
بال اُسکی کمر اور سینے کو ڈھانپے ہوئے ہوئے جن میں الجھنیں پڑی ہوئیں تھیں اور زمین پر بیٹھی  
اپنے اطراف سے بے خبر خود کو اذیت دے رہی تھی بازوؤں پر ناخنوں سے خراشیں ائی جن سی  
چھوٹی چھوٹی سی خون کی بوندیں بہہ رہیں تھیں

"ماہ رخ "

موسى ٹرپ كر اُسكے پاس آيا ليكن شايد اُسے اپنے كام ميں خلل پسند نهين آيا اور وهى ناخن سے  
موسى كا هاتھ اُدھاڑ ديا

"ميں مار دوں گي تمهين۔۔۔۔۔پاس مت او"

سرخ آنكهوں ميں آج كو خوف نهين تھا كوئى جنون تھا اور ماتھے پر اتنى سردى ميں بهي پسينه آيا هوا  
تھا

"جاؤ فرسٹ ايڈ كٹ اور نيل كٹر لے كر او"

موسى نے زبردستى اُسكے هاتھ پكڑتے هوئے پيچھے خوف زدہ كھڑى ملازمه كو حكم ديا اور ايك نظر  
اُسكے گندے ناخنوں كو ديكا جو كافى حد تك بڑے هوئے تھے

"كيا هوا ہے۔۔۔۔۔كسى نه كچھ كها ہے آپكو"

اُسكے هاتھ مضبوطى سے پكڑے هوئے نهايت نرم لجه ميں پوچھا تو ماه رُخ نے نظريں اُٹھا كر اُسكى  
طرف ديكا تو چند لمحوں كے ليے دونوں كي نظريں ايك هوئیں وه اپنى بے خوف آنكهوں سے  
موسى كے دل كي تار برى طرح چھيڑ چكى تھی

"ميں مار دوں گي تمهين"

اونچی آواز میں تنبیہ کیا تو موسیٰ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی جسے جلد ہی معدوم کر گیا  
"مار دو لیکن خود کو تکلیف مت دو"

نظریں جھکا کر مجروں کی طرح کہا تو ماہ رخ کا جنونی انداز تھوڑا کم ہوا اب اُسکے ہاتھوں میں مقیم  
اُسکے ہاتھوں میں حرکت بند ہو گئی  
"سائیں"

وہ اُسکی آنکھوں میں جھانکنے میں معروف تھا جب ملازمہ اُسکے بالکل قریب آکر بولی  
"دروازہ نوک کر کے آیا کرو۔۔۔ اب جاؤ"

عُصہ سے تیوری چڑھائی اور اُسکے جانے کا انتظار کرنے لگا  
"سنو اب کوئی بھی ماہ رخ کو کھانا دینے نہیں آئے میں خود لایا کروں گا۔۔۔ دوبارہ کہنے کی  
ضرورت نہ اے"

تھم دے کر کھڑا ہوا اور ماہ رخ کا ہاتھ چھوڑ دیے  
"بیڈ پر بیٹھو"

"نہیں بیٹھنا ادھر ہی بیٹھوں گی"

منہ پھلا کر ضدی انداز میں کہا تو موسیٰ عیش عیش کر اٹھا اُسکے ہر لمحے بدلتے رویوں سے موسیٰ نے دوبارہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اُسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ پر نرمی سے بیٹھایا جیسے وہ کانچ کی گڑیا تھوڑی سی سختی سے ٹوٹ جائے گی اگلے ہی لمحے ماہ رخ نے اُسکے بازو پر دانت گھاڑ دیے

"خونی بلی نہ ہو تو "

تین منٹ بعد اُسکی گرفت ڈھیلی ہوئی تو اپنے بازو سہلاتے ہوئے بولا

"پہلے تمہارے یہ ڈاینوں والے ناخن کاٹنے ہیں پھر دانت کاٹتا ہوں۔۔۔ اگر بولی تو زبان بھی کاٹ دوں گا "

نیل کٹر اٹھاتے ہوئے دھمکی دی جو کارآمد ثابت ہوئی

نیل کٹر ایک طرف رکھ کر پہلے کٹ اٹھائی اور اُس میں سے مرہم نکال کر ماہ رخ کا بازو پکڑا جو بہت سکون سے بیٹھی اپنے ناخن منہ میں ڈالے چبا رہی تھی

"بازو دو "

ہاتھ آگے کر کے اُسکے بازو کو دیکھ رہا تھا جس پر خون اب جم چکا تھا



آنسو سے آنکھیں ٹپٹپا گئیں تو موسیٰ نے جلدی سے اسپینچ پیچھے کیا

"کیا ہوا درد ہو رہا ہے"

آنیمٹ لگا کر اُسکی گہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تو ماہ رُخ نے معصوم بچے کی طرح سر ہلا دیا

تو موسیٰ نے اُسے اسپرٹ کی وجہ سے سُرخ ہوئی کلائیوں پر اپنے دہکتے ہوئے لب رہے تو ماہ رُخ کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں بلب کی روشنی میں اُسکی صاف رنگت دہک رہی تھی اُسکے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہاتھ لرز گے ذو معنی سی خاموشی کافی دیر تک دونوں میں حائل رہی موسیٰ کی بھٹکتی نظریں اُسکے شرم سے سُرخ چہرے کا طواف کر رہیں تھی جبکہ مقابل کی نظر مسلسل حیا سے زینوں پر جھکی ہوئیں تھیں

حسرت دیدار بھی کیا چیز ہے۔۔۔۔۔محسن

وہ سامنے ہوں تو مسلسل دیکھا بھی نہیں جاتا

"کیا ہے ہاتھ چھوڑو میرا"

ایک سیکنڈ میں چہرے کے تاثرات تبدیل ہوا البتہ ابھی بھی چہرہ شرم و حیا سے لبریز تھا

"نہیں چھوڑ رہا کر کو جو کرنا"

خیالات کی حسین وادی سے باہر آکر سخت لہجے میں بولا اور کٹر اٹھا کر ناخنوں پر فوکس کیا

"میں موسیٰ کو بتاؤ گی"

ایک ہاتھ اُسکی گرفت میں تھا جس کے ناخن تراش رہا تھا جبکہ دوسرا پیچھے چھپا رکھا تھا

اُسکی بات سنتے ہوئے اُسکے ہاتھ چند سیکنڈ کے لیے روکے

"کون موسیٰ"

چھوٹی انگلی کا ناخن کاٹتے ہوئے بولا

"میرا بندہ"

عجلت میں ہاتھ چھوڑا کر دوپٹہ منہ کے آگے کیا اور اُسکا ناک تک چہرہ ڈھانپ لیا

"بندہ؟؟؟؟"

موسیٰ نے نہ سمجھی سے اُسکی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے شرمانے میں مصروف تھی

"وہ نہ امی نے بتایا تھا کہ جس سے....."

موسیٰ پورے دیہان سے اُسکی طرف متوجہ تھا جب بولتی بولتی رُک گئی اور تکیہ اُٹھا کر اپنے منہ سے آگے کیا

"کیا جس سے؟؟؟؟؟"

بڑے تجسس سے اُسکی طرف دیکھ رہا تھا

"وہ جس سے میری شادی ہوئی-----وہ موسیٰ میرا بندہ ہے نہ"

ذہین بچے کی طرح فائٹ بتا کر دوبارہ شرمانے مصروف ہو گئی

موسیٰ کا دل کیا یہ اپنی عقل پر ماتم کرے یہ اُسکے سر پر دو لگائے

"اُسے شوہر کہتے ہیں"

موسیٰ نے اُسکی معلومات میں اضافہ کیا اور دوبارہ اُسکے ہاتھ کو پکڑا

"ہاں۔۔۔۔۔ لیکن شوہر کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے "

دوسرے ہاتھ سے چہرہ ابھی ابھی ڈھانپا ہوا تھا

"تمہیں کیسا لگتا ہے اپنا.... بندہ ...."

موسیٰ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اُسکے دل کی بات تک رسائی حاصل کرنا چاہی اور آخر میں بندہ لفظ کو اچھا خاصہ کھینچ کر ادہ کیا

"مجھے تو ذرا اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔ زہر جیسا ہے۔۔۔۔۔ نسرین تمہارا کیا ہے شوہر "

موسیٰ نے نیل کٹر اٹھا کر دیوار پر مارا اور ایک جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ دیا

"اب میں میڈم صاحبہ کو زہر لگتا ہوں۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ نسرین کون سے گناہوں کہ بدلہ لے

رہی ہے مجھ سے جو میری بیوی ایک سیکنڈ میں اچھے خاصے شوہر کو عورت بنا دیتی ہے "

سوچ کر ایک لمبی سانس کھینچی اور شیشے کے آگے جاکر ایک تفصیلی نظر خود پر ڈالی

چھ فٹ سے نکلتا قد سیاہ کانچ جیسی آنکھیں چہرے ہلکی ہلکی سی داڑھی البتہ مونچھیں کافی گھنی تھیں

۔۔۔۔۔ چھوڑے شانے۔۔۔ ایک مکمل وجاہت رکھنے والا انسان۔۔۔۔۔

"کسی اینگل سے میری وجاہت لڑکیوں سے میل نہیں کھاتی پھر یہ جنگلی بلی کیوں ایسا کہتی ہے "

اپنی سوچوں میں مگن تھا جب پیچھے سے چیخ کی آواز آئی تو جلدی سے پیچھے کو ہوا

"کیا ہوا "

بھاگتا ہوا اُس تک آیا تو بیڈ کے اوپر کھڑی تھی

"الو بنایا آ بڑا مزا آیا "

بیڈ پر ہی بیٹھ کر ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی اور موسیٰ اُسکی جلترن سی ہنسی میں کھویا ہوا تھا

"موسے"

باہر سے آنے والے کے الفاظ میں منہ میں ہی رہ گئے جب آگے موسیٰ کو پوری طرح کھوئے ہوئے پایا

آواز کے خلل سے نظریں ہٹائی

"سوری سوری غلط ٹائم پر آگیا "

سبحان کہتے شرمندگی سے واپس ہوا

"خود شادی شدہ ہے اتنا نہیں پتہ دروازہ نوک کر کے آتے ہیں"

موسیٰ نے اُسے سخت تیور کے ساتھ جالیا

"یار تمھاری شادی نارمل تھوڑی ہے۔۔۔ مجھے پتہ ہے بھابھی کا دماغی..."

"سبحان باہر جاؤ"

آواز میں ضبط ظاہر تھا تو وہ جلدی سے باہر بھاگا

"مرحہ۔۔۔۔۔ میری جان جب کوئی باہر سے آئے تو دوپٹہ لے لیا کرو"

اپنے ہاتھ پر مرہم لگتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلا گئی

"مجھے بھوک لگی ہے"

دروازے کا پاس پہنچا ہی تھا جب اُسکی دھیمی سی آواز کانوں میں پڑی

اُس نے محسوس کیا کہ پہلے کی نسبت آج اُس نے اُسے محبت سے ٹریٹ کیا ہے اور آج ہی وہ پہلے سے زیادہ بول رہی تھی

"کوئی بھی چیز عورت کو تسخیر نہیں کر سکتی ماسوائے محبت کے"

ایک مسکراہٹ اُسکی طرف اچھلتا ہوا باہر چلا

لڑکی سے کچھ سیکھو روہاب کیسے ایک مضبوط مرد کو پاگل ہونے کے باوجود مٹھی میں کیا ہوا "

سامنے بے نیاز بیٹھی روحاب کو بولی جو ناشتا کرنے میں مصروف تھی

"خود ہی آفر کی تھی آپ نے اس کے ساتھ رنگ رنگی منانے کی اب بچھتا کیوں رہیں ہیں"

چائے کا سپ لیتی ہوئی بولی

"میرے سامنے۔ میرے ہاتھوں میں جوان ہوا ہے کبھی کسی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا

میں نے مجھے کیا پتہ تھا کہ اُس گندگی کے ڈھیر پر جاگرے گا "

نقاہت سے کہہ کر پلیٹ پر جھکی

"اُف اللہ دادو آپ کو پتہ ہے ایک دن میں اُسکے کمرہ کے سامنے سے گزری دو دن تک اُس بد بو

کی وجہ کچھ معدہ میں نہیں گیا۔۔۔ پتہ نہیں موسیٰ کے ٹیسٹ کو کیا ہو گیا ہے "

"بس تم کسی طرح سے اُسے اپنے ہاتھ میں کرو۔۔۔۔ عورت واحد ہتھیار ہے جس سے کسی بھی مرد کو بس میں کیا جاسکتا اور وہ بھی جب وہ عورت خوبصورت ہو۔۔۔۔ کوئی چال چلو "

"دادو جیسٹ وائچ اینڈ سی"

وہ اُنکے کے گلے لگتے ہوئے اپنا بیگ اُٹھائے باہر کو چل دی

"ویسے تمہیں بھی تو ہاشم ایسے ہی کسی گند کے ڈھیر سے اٹھا کر لایا تھا نہ۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ غریب زادیاں کیسے امیر لڑکوں کو پھنسا لیتی ہیں "

برتن اُٹھاتی ہوئیں موسیٰ کی ماں کو ٹونٹ کرتے ہوئے اُٹھی تو صبر کا گھونٹ بھر کر بالکل خاموشی سے اپنے کام میں مصروف تھیں جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو

A horizontal row of 16 circles. The circles alternate between black and white, starting and ending with a black circle. There are 8 black circles and 8 white circles.

"سنا ہے اور دیکھا ہے کے بڑے بڑے لوگ زن مرید ہو گئے ہیں۔۔۔ ہمیں تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا سائیں "



موسیٰ کو لاؤنچ میں داخل ہوتا دیکھ کر سبحان نے بھرپور انداز میں طنز کیا  
"تیری تو"

موسیٰ نے اپنے پاؤں میں پہنی ہوئی چپل اُتار کر اُسکی طرف ماری  
"یہ بیویوں والی حرکتیں چھوڑ دو۔۔۔ اب تم خود بیوی والے ہو"

سبحان نے چپل آسانی سے کچھ کرتے ہوئے واپس کی  
"کہو کیوں اپنی منہوس شکل صبح اٹھ کر آگئے ہو"

چپل دوبارہ پاؤں میں پہنتے ہوئے بولا

"ویسے سیانے کہتے ہیں اگر اپنی بیوی کو دوسری کی سمجھ کر گھورنا ہو تو دروازہ بند کر لینا چاہیے"

موسیٰ کو بیٹھا دیکھ کر دوبارہ پھر سے ٹانگ کھنچی

"ویسے سیانوں نے تیرے جیسے بغیرت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جو صبح صبح دندناتے ہوئے  
میرے کمرے میں گھس آئے"

موسیٰ کافی زیادہ زچ ہو چکا تھا کوئی جواب دینے کی بجائے اُس سے ہی سوال کیا

"نہیں کہا ہے کہتے ہیں کے کے زیادہ رومانس کا وقت کو ٹارنے کا رات کا وقت کا ہوتا ہے صبح شریفوں کی طرح کمرے میں گھس جانا چاہئے "

بڑے اطمیان سے بیٹھا اُسکا ضبط آزما رہا تھا

"آج کرتا ہوں تیری بیوی کو فون بتاتا ہوں تیری ایمان کے بارے میں ذرا تمہارے ڈھیلے نوٹوں کو ٹائٹ کر دے "

موسیٰ نے دوسری طرف سے حملہ کیا تو سبحان نے دو منٹ کے لیے بے یقینی سے دیکھا

"یہ دوستی ہے تیری ایک بات ہضم نہیں ہو رہی۔۔۔۔ مجھے پہلے پتہ تھا تیرا ہاضمہ ٹھیک نہیں۔۔۔۔ بتا دے بھائی مار دے تو بھی زمانے کی طرح پیٹھ میں خنجر "

سبحان کے تمام ڈھیلے نیٹ ایک سیکنڈ میں سیٹ ہو گئے

"بتا آیا کیوں ہے۔۔۔ مجھے اور بھی کام ہیں "

بار بار اُسکا آنچل آنکھوں کے آگے جس وہ انتظار میں بیٹھا کر لیا تھا

"بھابھی کے بھائی کا پتہ چل گیا ہے "

اُسکے خوش گوار موڈ پر ایک منٹ میں پانی پھر گیا ایسا لگا جیسے خوشی پاس آکر دور چلی گئی ہوں  
چہرے کے رنگ ایک سیکنڈ میں بدل گئے ہاتھ ایک دوسرے میں مضبوطی سے جکھڑے ہوئے تھا  
---- ماتھے پر شکنیں واضح جبکہ آنکھوں میں لالی پھیل چکی تھی

"پھر"

"گڑیا خوش ہے اُسکے ساتھ لیکن نوکری ابھی کوئی نہیں ہے اُسکے پاس"

وہ محتاط الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا

"جدھر دو وقت کی روٹی نہ ہو وہاں کیسے خوش ہوگئی۔۔۔۔۔ وہ میرا خون ہے مجھے پتہ ہے وہ  
صرف تمہاری ماں کی کارستانی کی وجہ سے وہاں تک گئی ہے"

پتہ نہیں کب سے وہ اُسکی اوٹ میں کھڑی باتیں سن رہی تھیں اچانک اُنکے درمیان میں بولی  
"دادو پلیز آپ جائیں۔۔۔۔ میں بات کر رہا ہوں نہ"

موسیٰ کے اکتاہٹ ماجود تھی

"نہیں ہم نے انکی بیٹی محل میں لا کر بیٹھا دی اور ہماری بیٹی کو وہ در بدر کی ٹھوکریں کھالا رہے  
ہیں"

"ہاں آپ نے بھی اُنکی بیٹی کو محل میں لا کر چھنا ہی ہے ورنہ ایک وقت کا کھانا تک تو نصیب نہ ہوا اُسے"

"تم تو بس ہی کرو پہلے بیٹی کو برگلا کر ہمارا منہ کالا کروا دیا اب بیٹے کو میرے خلاف کرو گی کیا"

"بس کرو آپ لوگ۔۔۔ جو مجھے بہتر لگے گا میں کروں گا لیکن آئندہ کوئی بھی میری میٹنگ میں

بغیر بتائے مت آ"

موسیٰ تقرب میں نہ ہوا بولا تو دونوں چپ کر گئی

موسیٰ کی ماں نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا جس نے آج بھی اپنی ماں کا ساتھ نہیں دیا تھا جس کی کھوک سے جنا تھا اُس پر لگے الزام پر آج بھی اُسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا

A horizontal row consisting of 16 small circles arranged alternately as solid black and hollow white.

پورا دن گزرنے کے بعد تقریباً رات کو گیارہ بجے کمرے میں آیا تو مرحا کبل سر تک تانے سو رہی تھی یہ سونے کا ڈراما کر رہی تھی لیکن ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے سو رہی ہو ایک نظر اسکو دیکھتے ہوئے کھانے کی ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھی اور واشروم میں چلا گیا تو پیچھے مرحا نے کبل اُتار کر گہرے گہرے سانس لیے آنکھیں جو کافی رونے کی وجہ سے شوزش زدہ تھیں ناک سردی کی وجہ سے گلابی ہو چکا تھا جبکہ بال کچر میں مقیم ہونے کے باوجود بکھرے ہوئے تھے کتنا انتظار کیا تھا اُس نے کھانے کے وقت کے وہ اے گا اُسے منانے لیکن وہ نہیں آیا سارا دن دونوں ایک دوسرے کو اچھا خاصہ انور کر چکے تھے اور اب مرحا سے اُسکا اجنبیوں والا برتاؤ برداشت نہیں ہو رہا تھا تبھی اپنے دل کا غبار آنکھوں کے ذریعے نکالا

واش روم روم کا لاک کھولا تو جلدی سے دوبارہ دبک کر دم سادھ لیا وہ نم والوں سے آیا تو ایک اُسکے کبل میں واضح سلوٹیں تھیں جس مطلب وہ اُسکے بعد اُٹھی تھی بیڈ سے نظریں ہٹا کر شیشے کے آگے گیا مرحا اُسکے قدم گنتی آنکھیں موند کر لیٹی ہوئی تھی وہ تھوڑی دیر بعد بیڈ پر آکر لیٹ گیا

اُس نے بھی کھانا نہیں کھایا تھا اور اب بھوک ستا رہی تھی لیکن بیگم کے ساتھ ضد کی وجہ سے اپنی بھوک قربان کر دی اور ایک الوداعی نظر ٹرے کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں

پانچ منٹ مکمل خاموشی کے بعد مرزا کی دبی دبی سسکیاں ماحول کی سکونیت پر طاری ہوئی  
وہ اُسے کیوں نہیں مانا رہا تھا یہی بات دل کاٹ رہی تھی واحد سہارا تھا وہی اُس سے ناراض لیٹا ہوا  
تھا پہلے تو کبھی وہ ناراض ہوئے ہی نہیں تھے اور آج اتنے سخت ناراض تھے کہ اُسے اُسکے بھوکے  
ہونے کا بھی احساس نہیں تھا

اُسکی سسکیوں سے دل کٹ گیا اگلے ہی لمحے اُسکا بازو پکڑ کر کھنچا تو کٹی ڈور کی طرح اُسکے سینے پر  
اگری

"ناراض رہو پر رونا نہیں ہے تکلیف ہوتی ہے مجھے "

اُسکے کان میں سرگوشی کی تو آنسو خود بخود تھم گئے

"عمر مجھے کبھی چھوڑیے گا مت "

وہ جو طلاق کے مطالبہ کرنے کا سوچ رہی تھی اُسکی اتنی سی دوری برداشت سے باہر تھی

"چپ----

ہلکی سی سرگوشی کر کے اُسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا

"کھانا کیوں نہیں کھایا "

دو منٹ اُسے پرسکون کر کے سوال کیا

"آپ نے کہا ہی نہیں تھا۔۔۔ اور آپ نے کھایا"

اُسکے سینے پر سر رکھے ہوئے دھیمی آواز میں منمنائی

وہ اُسکے جواب پر مسکرایا اور سوال بھی چونکہ دینے والا تھا

کوئی بھی اُنکو پیار اور ایک دوسرے کے احساس کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ اُنکی شادی کو دو سال ہو چکے ہیں

"آپ بھی نہیں کہا تھا"

اُسکے جواب کو بھی کاپی کر کے بولا

تو مرزا ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی

"اچھا میں لے کر آتی ہوں"

وہ اپنا دوپٹہ سر پر اوڑتی ہوئی باہر کو جانے لگی جب عمر نے اُسکا بازو پکڑا

"پہلے بتاؤ یہ فتور تمہارے دماغ میں کیسے آیا؟؟؟"

لہجہ کافی نرم لیکن الفاظ کافی زیادہ سخت تھے جن کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بیٹھ گئی

"آپ کا بھی تو ارمان ہو گا کے بچے ہوں آپ کو بابا کہیں۔۔۔۔۔ پتہ نہیں میں آپ کو یہ خوشی  
ڈے پاؤں گی بھی یہ نہیں لیکن آپ کیوں میری وجہ سے اس نعمت سے محروم رہیں۔ آپ کی  
شادی ہو گئی تو میں بھی آپ کے بچوں کی خوشی دیکھ لوں گی "

آواز بے حد بھاری لیکن اُس نے اپنے آنسوؤں کو پلکوں کی حد پار نہیں کرنے دی تھی  
"کیا گارنٹی ہے کہ جو دوسری ائے گی اُس سے بچے ہوں گے "

ماتھے پر لاتعداد بل لیے اُس سے مخاطب ہوا

"کیوں نہیں ہونگے۔ عمر نہ اُمیدی نہیں رکھتے۔ بس آپ مان جائیں۔۔۔ دیکھیں میں ہاتھ جوڑتی ہوں  
آپ کے سامنے "

آنسو اُسکی اختیار سے باہر ہوئے اور رخسار پر بہ گے

"یہ آنسو مجھے کمزور کرتے ہیں مرہا اگر تمہاری خوشی اسی بات میں ہے تو میں کے لیتا ہوں شادی  
لیکن تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ضمانت رہے



عمر اُسکے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا بولا تو وہ نظریں جھکائے اپنے چہرے کے بدلتے رنگ چھپانے میں مصروف تھی

"چلو کھانا ٹھنڈا ہو گیا ہے میں لے کر اتا ہوں گرم کر کے"

عمر اُسکے آنسوؤں کی پرواہ کیے بغیر اٹھا اور ٹرے تھامے دروازہ کی اوڑھ بڑھ گیا

دروازہ کھلنے کی آواز پر آنکھیں زور سے بند کیں پھر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر اونچی آواز میں رو دی

اُسے لگا آج وہ آسمان سے نیچے پھینک دی گئی اذیتیں برداشت کرتے کرتے اتنا بڑا دکھ بھی اُسکی قسمت میں تھا یہ اُسکے آنسوؤں کی روانی کو قائم رکھے ہوئے تھا

زمانے کے سخت تھپیڑ کھانے کے بعد اتنی تو پتہ سمجھ تھی کہ دوسری عورت کہ آنے کے بعد پہلی عورت کی اہمیت گھر میں پڑے کسی فضول برتن کی طرح ہوتی ہے جس کو ہر کوئی اپنی مرضی سے ٹھوکر لگا کر دوسرے کونے میں پھینک دیتا ہے

یہ ساری سوچیں اُسکی جان نکالنے کے در پر تھیں

"کیا اتنا سا اعتماد ہے تمہیں مجھ پر"

لیکن پیچھے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی

"مرحاً"

آواز میں سختی تھی وہ اپنا ٹوٹا ہوا وجود لے کر کھڑی ہوئی اور اگلے ہی پل اُسکے سینے سے جا لگی

"ع۔۔۔۔۔ عمر میں ماں نہیں بن سکتی کبھی بھی لیکن مجھ میں ہمت نہیں ہے آپکو کسی اور کے

یاس بھیجنے کی۔۔۔۔۔ پر آپکی خوشیاں مجھے خود سے عزیز ہیں "

وہ جو کمرے سے باہر گئے ہی نہیں تھابت سے اُسکی خاموش اہو زاریاں سن رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ  
مرحاً خود اُسے کہے کہ وہ کس کی زبان بول رہی ہے لیکن آج بھی اُسے ماننا پڑا تھا کہ وہ کرب پی  
جانے والوں میں سے تھی

"کیا تم کسی اور کو میری باہوں میں دیکھ سکو گی یہ بتاؤ مجھے"

وہ اُسکے بالوں میں نرمی سے اُنگلیاں چلاتے ہوئے بولا

ایک سکون تھا جو اُسکی رگوں میں اتر رہا تھا پہلے اپنا بدن آگ میں جھلستا محسوس ہو رہا تھا اور چند

سیکنڈ میں ٹھندی پھوار اپنی رگوں میں اُترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کیا تھا

وہ شخص تھا ہی محبت اور احترام کے قابل۔۔۔۔۔۔ وہ جس کے سائے میں مرزا خود کو غموں

سے آزاد خیال کرتی تھی جس کا ساتھ اُسے دُنیا کی ہر نعمت سے افضل لگا تھا

"نہیں"

وہ روتے ہوئے اُسکے ہاتھوں کو عقیدت سے اپنی آنکھوں کو لگا رہی تھی

"یہ دیکھو"

اُس نے مرہا کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تو وہ بے یقینی سے اُسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی

"عمر۔۔ آپ رو رہے ہیں"

وہ جو اُسکی دھڑکنوں کی تاب نہ لا سکی تھی اُسکے آنسو سے تو مانو اُسکی دھڑکنیں بند ہونے کو تھی

وہ مضبوط انسان تھا اور آج دوسری بار ایک ہی انسان کے لیے رو رہا تھا

"نہیں کر سکتا میں دوسری شادی نہیں دے سکتا میں اذیت تمہیں"

مرہا کا ہاتھ ابھی ابھی اُسکے دل کی اتھل پتھل ہوتیں دھڑکنوں کے شمار میں مصروف جبکہ آنکھیں

عمر کی پانی سے بھری ہوئی آنکھوں پر جمی ہوئیں تھیں

"لیکن میں۔۔"

"چپ بالکل چپ۔۔۔ مجھے آج سے نہیں شادی کے دو ماہ بعد کا پتہ ہے کہ تم ماں نہیں بن سکتی

۔۔ کیا تمہیں محسوس ہوا کہ کبھی تم سے ایسی خواہش کا اظہار کیا ہو یہ پھر کبھی میری محبت میں

کمی محسوس ہوئی ہو؟؟؟"

وہ اپنے آنسو پیتا مرہا کو خود سے الگ کر گیا

اور خود صوفے پر اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گیا

"عمر"

وہ ٹرپ کر اُس تک گئی کسی بھی سوال کا جواب نہیں تھا اُسکے پاس وہ ابھی اسی صدمے کے زیر اثر تھی کہ وہ تب سے جانتا تھا اور اُسکے سوالوں سے تو بالکل شرمندہ ہو گئی تھی

وہ اپنے آنسو صاف کرتی اُسکے پاؤں کی جگہ پر بیٹھ گئی اور ہاتھ اُسکے ٹخنوں پر رکھ دیے

"مجھے گناہگار مت کرو مرھا"

اُسکو نیچے سے اٹھا کر برابر صوفے پر بیٹھا دیا اور چہرے پر سلوٹیں ابھی بھی قائم تھیں

"یہ جگہ ہے تمہاری۔۔۔ میرے برابر"

اُسے جتلا کر خود رُخ موڑ کر بیٹھ گیا

"عمر"

وہ پیار سے بول کر اپنا سر اُسکے کندھے پر لگا گئی

"پچھے ہو کر بیٹھو۔۔۔ مجھے ایسی حرکتیں زرا پسند نہیں۔۔۔ چپکنے والی"

وہ خود تھوڑا دور ہو کر صوفے کے ہتھے سے جاگا

"پتہ نہیں محبوب کی ہر ادہ جان لیوا کیوں ہوتی ہے"

وہ دوسری طرف کو منہ کر کے سوچ کر رہ گیا

"عمر میں آپ سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ آپ مذاق میں بھی خود سے دور کرنا برداشت نہیں کر سکتی"

وہ سوسوس کر کے دوبارہ اُسکی پیٹھ سے سر لگا گئی

"مرحانچی مت بنو اور پیچھے ہٹو"

وہ نرمی سے اُسے خود سے الگ کرتا خود اٹھ کر بیڈ پر گیا اور سر تک کمر تان کر لیٹ گیا

اُسکے مطابق اتنا سا غصہ بنتا تھا ورنہ وہ بار ایسے ہی دوسروں کی باتوں میں آکر خود کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھتی

جبکہ مرحا صوفے پر بیٹھی اُس ڈوپ چھاؤں جیسے شخص کو سوچ رہی تھی

کچھ دیر میں تشکر کے آنسو اُسکی جھیل جیسی آنکھوں سے رواں ہوئے

A horizontal row of 18 circles. The first circle is black, followed by a white circle, and this pattern repeats nine times, ending with a black circle.

أُتَارَا

کمرہ دوسری حویلی کی طرح سیاہ نہیں تھا وہاں لائٹ آن تھیں

"کھانا لاؤں"

وہ پہلے ہی اتنا حیران تھا اُسے چُپ اور اس وقت تک بیٹھا دیکھ کر اب تو کوئی خواب معلوم ہو رہا تھا جس میں اُسکے دیر سے آنے پر بیوی انتظار میں ہو اور آتے ہی کھانا پیش کرے

"لے آؤ"

چاہتے ہوئے انکار نہ کر سکا اور ایک مرتبہ پھر وہ اُسے حیران کرتی ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھی اور باہر چلی گئی

"کہیں میرا از آخری دن تو نہیں"

تین چار بار آنکھیں بند کر کے کھولیں لیکن منظر تھا کہ بدلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آج اتنے دن بعد اُسے اپنا کمرے دوبارہ کمرہ محسوس ہو رہا تھا یہاں ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی

وہ بیڈ کی ہیڈ سے ٹیک لگاتا آنکھیں موند کر لیٹ گیا جب دس منٹ تک واپس نہ آئی تو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا



"میں آج کیوں پاگلوں کی طرح بیہواہ کر رہا ہوں۔۔۔ اُس لڑکی نے خود کو کوئی نقصان ہی نہ پہنچان لیا ہو۔۔۔ کچن میں ہو ہوتی بھی ایسی ہی چیزیں ہیں"

وہ سیکنڈ کے دسویں حصے میں اپنے بیڈ سے پھلانگ کر اُترا اور بنا چپل کے ہی دروازے کی طرف گیا چند سیکنڈ میں ہی اُسکی ساری پریشانیاں کہیں دور بھاگ گئیں تھیں

کمرے سے باہر آیا تو اُسکی ماں عائشہ وہاں راہداری میں تسبیح لیے گھوم رہیں تھی

"امی ماہ رُخ کو دیکھا ہے آپ نے"

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اوپر والے پورشن کے کچن سے باہر آیا وہاں اُسے نہ پا کر اچھا خاصا پریشان ہو چکا تھا

"نہیں بیٹا میں تو نہیں دیکھا اُسے کیوں کیا ہوا خریت تو ہے"

وہ بھی اپنا عمل چھوڑ کر پریشان نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی

"نہیں نہیں کچھ نہیں ہوا پانی لینے گئی تھی اسلئے پوچھا"

وہ کہتا تیزی سے نیچے کی سیڑھیاں پھلانگنے لگا

نیچے کا حصہ بالکل سیاہی سے نہایا ہوا تھا یہاں تک کہ کسی جگہ پر پڑی کوئی چیز دکھائی دینے سے قاصر تھی

وہ تیزی سے راہ داری عبور کرتا کچن تک گیا

باہر سے کچھ انہونی کا احساس ہوا کیوں کے کسی چیز کے جلنے کی بو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اُسکی جان صحیح معنوں میں حلق تک آگئی تھی

کچن کے اندر جھانکا تو وہاں دھوں پھیل چکا تھا جلدی سے ساری لائٹ آن کر کے ازسٹر کو آن کیا ہائی فلائیم پر پڑا سالن جل کر راکھ ہو چکا تھا پاس پڑی کافی ساریاں چیزیں بھی اُس اگ کی نظر ہو چکی تھیں

"ماہ رخ"

کھانستے ہوئے اُسے پکارا جو وہاں نظر نہیں آرہی تھی

"آواز دو کدھر ہو"

ساری طرف نظریں دوڑیں لیکن وہ کہیں نہیں تھی

فرش پر نظر گئی تو اُسکا دوپٹہ جل رہا تھا جس کا تھوڑا سا حصہ ابھی باقی تھا

"ماہ رخ۔ دیکھو تنگ نہیں کرو"

ہر گزرتے لمحے اُسکے ڈر میں اضافہ ہو رہا تھا

ہلکی سی سیسکی اُسکے کان میں پڑی تو جلدی سے آواز کے تعاقب میں دیکھا

وہ کچن کے دروازہ کے پیچھے تھی اُسکا بازو وہاں سے نظر آرہا تھا

جلدی سے اُسکی طرف لپکا اور دروازہ کے پیچھے کا کھینچ کر نکلا

"تم اتنی پاگل کیسے ہو سکتی ہو پتہ ہے کیا حال ہوا تھا میرا"

وہ اپنے اندر چھپے وسواسوں کو غصہ کی نظر کر گیا اُسکے دونوں کندھے ہاتھوں سے جھکڑے اُسکو اپنے

مقابل کیا کھڑا تھا

"دل تو کرتا ہے اسی آگ میں جلا کر راکھ کر دو تم ہیں"

اُس کے پھر کچھ نہ بولنے پر بڑکھا

"آگ تھی"

وہ سر جھکائے ہلکی سی آواز میں بولی جبکہ آواز کافی حد رک بھاری ہو چکی تھی اور جسم ہولے ہولے

سے کانپ رہا تھا

اُس نے پورے غصہ سے اپنا ہاتھ کچن کے دروازہ پر دے مارا تو ہاتھ سے پکڑا جسم بے جان ہوا اور  
اُسکے ہاتھ میں ہی جھول گیا

"ماہ رخ..... اچھا سوری یار۔۔۔۔۔ ادھر دیکھو"

وہ اُسکا گال سہلاتا ہوا بولا

"کیا ہوا۔۔۔ اتنا چیخ کیوں۔۔۔۔"

باقی الفاظ اُسکے ہنہ میں ہی دم توڑ گئے کچن کی اتنی بری حالت اور اوپر سے ماہ رخ اُسکے بازوؤں میں  
بے ہوش تھی

تو عائشہ بیگم سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں

"موسیٰ کیا مارا ہے تم نے اس معصوم سی لڑکی کو یہ جلا دیا اُسے"

وہ صدمے میں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے پیٹ سے جنے ہوئے بیٹے کو بے یقینی سے دیکھ رہی  
تھی

"امی آپ غلط سمجھ رہی ہیں"

"موسیٰ تمہارا باپ تو ایسا نہ تھا تم کس پر چلے گئے کیوں مجھے روز روز اپنی ہی نظروں میں گرا دیتے ہو مجھے اپنی تربیت پر اپنے دودھ پر شرمندہ کر دیتے ہو تم"

وہ روتے ہوئے اُسے بولنے کا موقع دیے بغیر بولی جارہی تھیں

"کیا ہوا اگر وہ پاگل ہے سارا دن دروازہ کی اوٹ ہی دیکھتی رہتی ہے آج تو کھانا بھی نہیں کھایا اس نے کہہ رہی تھی تمہارے ساتھ کھائے گی۔۔۔۔۔ لیکن اس غریب کو کیا پتہ کس جلا د سے واسطہ پڑھ گیا جو اپنے کیے۔ کا غصہ کمزور مردوں کی طرح بیوی پر اُترتا ہے"

موسیٰ تو اُنکو دیکھتا ہی رہ گیا اتنا کہاں بولتی تھیں وہ آج پتہ نہیں کیوں بولی جارہی تھیں

"امی میں اسے نہیں مارا بس ڈانٹ رہا تھا آگ جلا کر چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔"

وہ بتاتا ہوا اُسے بازوؤں میں بھرتا کچن سے باہر کی طرف گیا

"اور یہ میری بیوی ہے مجھے احساس نہیں ہوگا تو کسے ہوگا غلط فہمیاں اپنے ذہن سے نکال دیں"

پھر کھڑا ہوا اور اُنکو باہر کرواتا ہوا آگے بڑھ گیا

"دیکھو موسیٰ تمہاری بیوی نے مجھے صبح سے بہت تنگ کیا ہے کوئی بات نہیں مان رہی میری"

کمرے میں آتے ہے عائشہ اُسکی ماں نے شکایت تو مسکراتے ہوئے اُسے کمرے میں آتے ہوئے  
وجود کو دیکھا

کل سے وہ ڈر کی وجہ سے نہ کچھ کھا رہی تھی اور نہ ہی کوئی بات کر رہی تھی موسیٰ فجر تک اُسکے  
اُٹھنے کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ شاید بے ہوشی سے سیدھا نیند کی وادیوں میں پہنچ چکی تھی اس لیے  
اپنی ماں کو کچھ ہدایات دیتا ہوا چلا گیا

وہاں بھی بار بار اُسکی ڈری سہمی سی صورت آنکھوں کے سامنے آتی رہی تو جلدی واپس آگیا تھا  
حیرت انگیز بات تھی کہ وہاں یہ دادی سے کوئی بھی نہیں اس کے سامنے نہیں آئے تھے

وہ اپنی ویسٹ کوٹ ہینگ کرتا بیڈ کی طرف ہی دیکھ رہا یہاں کوئی ہلچل نہیں تھی  
"اچھا کچھ لے کر آئیں کھانے کے لیے پھر دیکھتا ہوں اسکو میں"

اپنی ماں کی طرف آیا اور اُنکے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے مُجت سموئے لہجے میں بولا تو خوشی سے  
عائشہ کی آنکھیں نم ہوئیں کہاں عادت کی انہیں اُسکے اس انداز کی  
"اچھا اچھا میں جاتی ہوں"

وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہیں تھی جبکہ موسیٰ اطمینان سے اُنکی طرف دیکھ رہا تھا جب چلی گئیں تو مسکراتے ہوئے فریش ہونے کے لیے چلا گیا

واپس آیا تو کمبل میں واضح ہلچل تھی جو یکدم ساخت ہوئی

"ماہ رخ"

اُس نے کمبل اٹھایا تو وہ چوہے کی طرح آنکھیں زور سے بند کیے ہوئے تھیں

"آنکھیں کھولو۔۔۔۔۔ دیکھو میری طرف"

کمبل کو ایک طرف کر کے لیٹے ہوئے وجود کے بالکل ساتھ میں جگہ بنا کر بیٹھ گیا تو تب بھی اُس نے آنکھیں واہ نہ کی تھیں جب پیچھے سے دروازہ کھولا اور عائشہ بیگم مسکراتے ہوئے ہاتھ میں ٹرے لیے اندر آئیں لیکن سامنے موسیٰ کو ماہ رخ کے اتنا قریب دیکھ کر خود شرمندہ ہوئیں اور جلدی سے ٹرے رکھ کر واپس ہوئیں

"امی آئیں آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں نہ کھانا"

وہ انکے چہرے کے تاثرات سمجھتا ہوا جلدی سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تو ماہ رخ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور پوری جست سے بیڈ سے نیچے اتر گئی

"امی مجھے آپ کا ساتھ جانا"

جلدی سے عائشہ بیگم کے گلے میں باہیں ڈال کر بولی تو موسیٰ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور گہری نظروں سے ماہ رخ کو دیکھا کہاں وہ اتنا ڈرتی تھی انسانوں سے کہاں وہ فراغت سے اُسکے ساتھ لگی کھڑی تھی

"کیا اب نظر لگاؤ گے میری بہو کو"

اُنھیں نے ماہ رخ کا ماتھا چوما تو موسیٰ نے دیکھا وہ پہلی بار مسکرا رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے سحر پھونک دیا ہو اُسے۔۔۔ کوئی مسکراتا ہوا اتنا پیارا لگتا ہے یہ انشفاق آج ہوا تھا

"ن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔ ہاں سچ یہ بولنے کیسے۔۔۔۔۔ نہیں میرا مطلب ہے آپ سے ڈرتی کیوں نہیں"

وہ مُشکل سے مسکراتے چہرے سے نظریں ہٹائے اپنا دیہان عائشہ کی طرف کرنا چاہتا تھا لیکن پتہ نہیں پہلی بار اتنا کنفیوز ہو رہا تھا

یوں نقش ہوا اُنکے کی پُتلی میں وہ چہرہ



پھر ہم نے کسی اور کی صورت نہیں دیکھی ♥

"کیا بولو جارہے ہو مجھے پتہ ہے میری بہو خوبصورت ہے لیکن اتنی بھی نہیں کے تم بولنا ہی بول جاؤ"

وہ تنگ کرنے کے انداز میں بولی تو ماہ رُخ دونو کی طرف نہ سمجھی سے دیکھ رہی تھی جیسے کچھ سمجھ نہ آرہا ہو

"نہیں اتنی تو خوبصورت ہے"

وہ دوبارہ اپنی نظریں اُسکے چہرے پر جمائے کوئی خامی تلاش کر رہا تھا جس کی وجہ سے کوئی اُسے بد صورت کہہ سکے لیکن بلاشبہ وہ حسیناؤں کو مات دینی والی خوبصورتی کی ملک تھی بس اُسکے کے بالوں کو ہاتھوں سے چھونے کا اشتیاق تھا جو شاید اس جنم میں پورا نہ ہوتا

"امی----یار"

اپنی بات پر غور کر کے بے حد شرمندہ ہوا اور جلدی سے صوفہ پر جا کر بیٹھ گیا

"اچھا اچھا کیا پوچھ رہے تھے تم۔۔۔ہاں بیٹا بس اسے محبت اور اعتماد کی ضرورت ہے اور پرسو سے میں اسکے پاس ہی ہوتی ہوں شاید اس وجہ سے اسکا ڈر ختم ہو گیا ہے مجھ سے "

وہ اُسکی حالت پر رحم کھاتے ہوئے آخر بتانے لگی

"اور اگر تم اپنے تھوڑے سے ٹائم میں اس کا بھی خیال رکھو تو کوئی تمہارے سامنے اسے پاگل کہنے کی جرت نہ کرے "

وہ اپنے لفظوں سے اُسے مطلب سمجھا رہی تھیں جن کو سمجھنے کے انداز میں موسیٰ کے ماتھے پر شکنیں پڑ رہیں تھیں

"اور بیٹا شوہر جب کمرے میں ہو تو بیوی کو چاہئے کہ اُسے اپنا وقت دے اُسکا خیال رکھے اُسکی ضروریات کو پورا کرے نہ کے دم دبا کر بھاگ جائے تمہارا شوہر ہے تمہیں چاہئے کہ خود کھانا نکال کر دو اسے "

موسیٰ کو خاموش دیکھ کر ماہ رخ کو سمجھانے لگی جو ہاں میں پوری زور سے سر ہلا رہی تھی

"اور اُس دن کے لیے معذرت میں تمہیں کھانا کا پوچھنے کا کہتی اور نہ تمہاری طبعیت اتنی خراب ہوتی "

آخر میں اُسکا ماتھا چومتی ہوئی باہر چلی گئیں تو ماہ رُخ نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا  
"آجاؤ ماہ رُخ"

وہ اُسے وہاں کھڑا دیکھ کر بولا اور پانی کا گلاس بھر کر منہ کو لگایا  
لیکن وہ اپنی جگہ سے اُس سے مس نہیں ہوئی  
لیکن غور سے دیکھو تو لگتا تھا جیسے ہولے ہولے سے کانپ رہی ہو  
وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اُسکے پاس گیا  
"کیا تم رو رہی ہو"

پاس گیا تو وہ واقعی کانپ رہی تھی  
تو بولے بغیر اپنے ہاتھ اُسکے سامنے جوڑ دیا  
"م-----مجھ سے غلطی ہوگئی تھی"  
"ماہو"

اُس نے ٹپ کر دونوں ہاتھ جدا کیے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے آنسوؤں کو اپنی پوروں میں  
جذب کیا

"کوئی غلطی۔۔۔۔ اور رو تو نہیں "

پہلی بار اُس کے آنسو دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے کتنے لوگوں کو اُس نے روتے ہوئے دیکھا تھا  
لیکن ایک احساس کے جذبے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا لیکن اُس کا رونا دل چیر رہا تھا  
"م۔۔۔۔۔ مجھ سے سالن جل گیا تھا اور آگ "

وہ کہہ کر اُس کے سینے سے چپک گئی جسم جو ہولے ہولے سے کانپ رہا تھا اس میں تیزی آئی آنکھوں  
سے بہتا لاوا موسیٰ کے سینے پر جذب ہو رہا تھا  
"تُو کیا وہ اس لیے چھپ رہی تھی "

سوچ کر آنکھیں بند کی اپنا اُس دن والا رویہ ذہن میں آیا کہ وہ چلا تھا اس بے شک اُس کی وجہ  
ماہ رُخ کی فکر ہی تھی لیکن وہ ایک بار پھر ڈر گی تھی اس سے۔۔۔۔

وہ تو موم جیسی تھی جو سورج کی تابش سے پگھل جائے اور کہاں اُس کا اتنا سخت برتاؤ  
"آگ ہے۔۔۔۔۔ مجھے بچا لو موسیٰ "

وہ اُسکے گرد اپنے بازو مضبوطی سے لپٹے اونچی آواز میں چلا رہی تھی

"کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ میں ہوں نہ "

وہ اُسکی کمر سہلاتے ہوئے اُسکے خود میں بھیج گیا

"وہ مارے گی مجھے۔۔۔۔ مجھے آگ میں پھینک دے گی "

ہجکیوں سے روتے ہوئے بول رہی

"چپ کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔ میں اپنی ماہ رُخ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہاری طرف بڑھتا ہوا ہر

غلط ہاتھ کاٹ دوں گا "

اُسے خود سے تھوڑا دور کرتے ہوئے اُسکے منہ کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا

اُسکے مُجت بھرے لمس ملتے ہی ماہ رُخ نے آنکھیں واہ کیں دوبارہ اُسکے سینے میں چھپ گئیں

اُسکے انداز پر موسیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری

پھر جھک کر اُسکی پیشانی پر لب رکھے تو پُر سکون ماحول میں جیسے ہر طرف تتلیاں گردش کرنے

لگ گئیں

شرم و حیا سے اُسکا چہرہ متغیر ہوا

"ڈرتے نہیں ہیں"

اُسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے بولا

"لیکن مجھے سب مارتے تھے تم مجھے نہیں مارو گے نہ۔۔۔۔۔ میں اچھے اچھے کام کروں گی۔ کبھی تنگ نہیں کروں گی کیا پھر بھی تم غصہ ہو گئے"

وہ جلدی سے اُسکا پکڑ کر اعتماد میں لینے لگی

"نہیں تم کوئی کام نہ بھی کرو تو بھی کچھ نہیں کہوں گا بلکہ بس تم میرا اچھے سے تیار ہو کر انتظار کیا کرو اور جب میں آجاؤ تو میرے ساتھ باتیں کیا کرو"

اُسے اپنے ساتھ لگا کر صوفہ تک لایا اور برابر بیٹھا کر کھانا نکالنے لگا

ایک چمچ بھر کر اُسکی طرف کیا

"نہیں کھانا مجھے گندے ہو تم مارتے ہو مجھے"

اچانک اُسکے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے چاولوں سے بھرا ہوا چمچ پوری قوت سے نیچے مارا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی

"ماہو۔۔۔۔۔ میری جان کیا ہوا ہے"

وہ بھی جلدی سے کھڑا ہوا اور محبت سموئے لہجے میں بولا

"نہیں نہیں مجھے مت مارنا۔۔۔ نہیں نہیں"

موسٰی کو اپنی طرف قدم اٹھاتا دیکھ کر پیچھے ہوتی ہوئی دیوار کے ساتھ جا لگی ساتھ میں خُشک نین کٹوروں میں یکدم پانی بھر گیا

"اچھا نہیں ماروں گا"

وہ اُسے اعتماد دلاتا ہوا آگے بڑا لیکن اُسکی بڑھتی ہوئی چیخیں اُسکے قدم روک گئیں

"مجھے مارو گے۔۔۔ نہیں جاؤں گی میں باہر۔۔۔"

وہ روتی ہوئی اسکو آگے بڑھنے سے روک رہی تھی لیکن موسٰی نے فوراً سے جاکر اُسے اپنی پناہوں میں لیا چیخوں کا وقفہ کم ہوا اور آہستہ آہستہ ختم ہو گیا اب صرف وہ ہچیکوں سے رو رہی تھی

"اِسے صرف شوہر کی محبت بدل سکتی ہے۔۔۔ شوہر کی محبت وہ جذبہ وہ جو ہر بیماری کو شکت دے سکتا ہے"

ڈاکٹر کے الفاظ اُسکے کانوں میں گونجے تو ماہ رُخ پر گرفت مضبوط ہوئی

"میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی ازواجی زندگی کا آغاز کریں ساری نفرتوں کو اپنی محبت سے مات دیں  
----- میں ایک دن جذبات کی رو میں بہہ کر وعدہ کیا تھا کہ کوئی بھی تکلیف تم تو پہنچنے نہیں  
دوں گا۔۔۔ تمہارے ساتھ کی ہوئی ہر زیادتی کا حساب لوں گا۔۔ لیکن میں تمہیں اب اور نفرتوں  
میں نہیں رکھو گا۔۔۔ ہمارا ایک چھوٹا سا گھر ہو گا بلکل میرے خابوں جیسا جہاں صرف خوشیاں  
ہونگی تمہارے تک کسی کی غلط نگاہ پہنچنے کی سکھت نہیں رکھے گی تم ہو گئی ہمارے بچے ہونگے یہاں  
صرف خوشیوں کا بسیرا ہو گا "

وہ محبت سے سینج سینج کر الفاظ اُسکی سماتوں تو پہنچا رہا تھا جو سارے ڈر بھلائے صرف اُسکے الفاظ  
میں کھوئی ہوئی تھی

ہلکی ہلکی آواز کے جھونکے جو کھلی ونڈو سے آکر ایک ہوئے وجود سے ٹکرا رہے تھے جس سے  
سردی کا احساس بڑھ رہا تھا لیکن موسیٰ کا مضبوط حصار اُسے سردی سے بچائے ہوئے تھا  
ہلتے ہوئے کارٹن کی آواز ماحول کے سکوت میں خلل کا کام سر انجام دے رہی تھی

"کیا تم ساتھ دو گی مجھے میرے خوابوں کو تکمیل تک پہنچنے کے لیے۔۔۔۔۔ میرا ہاتھ تھامو گئی ساری  
زندگی کے لیے "





"اب دیکھتی جائیں آج اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے موسیٰ کو کل کو بچا ہو گا اور موسیٰ زن مرید انسان مجھے نہیں لگتا آپ کے کہنے پر اپنی بیوی یہ بچہ چھوڑ دے گا "

اُسکے خرافاتی دماغ میں بہت آگے کی سوچ چل رہی جس کی وجہ سے سکون ایک لمحے کو نہ تھا "نہیں وہ جانتا ہے ہمارے ہاں وراثت صرف اور صرف خاندانی اولاد کے حصے میں ہی آتی ہے ورنہ تمہاری دوسری ماں کی طرح ہی ہوتا ہے جیسے تیرا سیتلا بھائی در بدر کی ٹوکریں کھاتا ہے کل کو موسیٰ کی اولاد بھی ایسی ہی ایک ایک نوالے کے لیے ترسے گی"

اُن نے سوچوں کی کڑیاں ملائیں اور اُنکا جال اُسکے سامنے رکھا "کم از کم اس وقت اُن خبیثو کا نام لے کر میرا منہ خراب مت کریں۔۔۔ اور میں بتا رہی ہوں اگر موسیٰ کی ہاں اولاد اُس عورت سے ہوئی تو میں زہر دے دوں گی "

وہ کہاں چاہتی تھی کے جائیداد میں کوئی اور حصے دار آئے پہلے اُس کی ماں نے وراثت کے صحیح حقدار کو در بدر کر دیا اور اب اُسکی باری تھی

جب سے نوکرانی نے آکر بتایا تھا کہ موسیٰ کی ماں مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر آئی ہے اور آج کمرے سے کوئی چیخوں پکار باہر تک نہیں آئی تب سے روہاب پاؤں جلی بلی کی طرح کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی

"تم اتنا آگے کیوں جا رہی ہو نہ سارا دن موسیٰ گھر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ لڑکی اس قابل ہے کہ اپنے اچھے برے کی پہچان کر سکتے تم صبح تک انتظار کرو میں دیکھو گی اگر سچ میں موسیٰ نے اُس گندگی کے ڈھیر کو اپنے رنگ میں رنگا ہوا تو بعد کا انتظار کرنے سے پہلے ہی اُس لڑکی کی لگائیں کھینچ دوں گی ویسے مجھے امید ہے ملازمہ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہاں وہ کہاں موسیٰ زمین آسمان جیتنا فرق ہے"

وہ اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے گوئی

"یہ مت بھولیں کہ وہ پاگل ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی ہے اور خوبصورت عورت ہمیشہ سے مرد کی کمزوری رہی ہے دادی صاحب "

وہ اُنکی غلط فہمی دور کرتی ہوئی کمرے سے نکل گئی

"ایک مرتبہ غلطی ہو گئی ہے مجھ سے صبح ہی اس لڑکی کو واپس اس کے ٹھکانے پر۔۔۔ نہیں نہیں وہاں موسیٰ جائے گا۔۔۔ کوئی اور انتظام کرنا پڑے گا"

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی اپنا پلان تشکیل دے رہی تھی ایک بار پھر دلوں میں دوریاں لانے  
اپنوں کو دور کرنے کے لیے بے تاب تھیں

پرندوں کی مختلف آوازوں سے نیند میں خلل پڑا تو نیند سے بوجھل پلکیں اٹھا کر کلاک کی طرف  
دیکھا جو صبح کے دس بجے رہا تھا پھر مسکرا کر اپنے پہلو میں دیکھا یہاں معصوم سی لڑکی اُسکے سینے پر  
قبضہ جمائے سو رہی تھی

اُسکے بالوں کے لمس اپنے چہرے پر محسوس کر کے دل سے مسکرایا گویا آج اُسکا دن تھا اپنی مُجت  
جو چند دن میں اُسکی رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی اُسے پالیا تھا خود کو وہ خوش قسمت مرد  
تصور کر رہا تھا جس نے نکاح کی ڈور تھام کر مُجت کو پروان چڑھایا تھا  
اُسکی آنکھوں میں خوشی چمک رہیں تھی جیسے ساری دُنیا کو اپنے نام کر لیا ہو لوگوں کی نظروں میں  
وہ ایک پاگل کی ہمراہی میں تھا لیکن اُسے لگتا تھا اُس لڑکی کا حُسن اُسے پاگل کر دے گا  
"کھٹک"

دروازہ پر ہلکی سی دستک ہوئی تو موسیٰ اپنے خیالوں کی دُنیا سے باہر آیا

باہر آنے والے پر انتہا کا غصہ آیا حالانکہ پہلے کبھی اُسے کے ہوتے ہوئے کسی نے ایسی زحمت نہیں کی تھی

نرمی سے اُسے خود سے الگ کر کے تکیہ پر اُسکا سر رکھا جو ہر بار کی طرح مردوں سے شرط لگا کر سو رہی تھی

پھر مُجت بھرے لمس اُسے ماتھے پر چھوڑے دوسری طرف وہ نیند میں بھی مسکرائی سردی کے پیشِ نظر کمرل اچھی طرح اوڑھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دروازے تک گیا "کیا ہے اتنی صبح"

سامنے روہاب کو دیکھ کر اچھا خاصا بد مزہ اُہوا

"وہ دادی صاحب بولا رہیں ہیں"

سوچے ہوئے الفاظ بول کر جلدی سے دروازہ کی اوڑھ میں دیکھا تو سامنے بیڈ کی حالت اور اُس پر پڑے ہوئے وجود کو دیکھ کر ماتھا ٹھنکا

"آجاؤ گا"

کہتا اُسکی اگلی بات سنے بغیر ہی دروازہ لگا دیا

وہ پیر پٹختی ہوئی چلی گی

"اٹھ جاؤ صبح ہوگئی ہے میڈم"

فریش ہو کر واپس آیا تو ابھی بھی اُسے بستر میں گھسے پایا کمبل اُتار کر اُسکی زور کی مینچی ہوئی  
آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا

اُسے دوبارہ ایک سیکنڈ میں کمبل واپس سر تک اوڑھ لیا

موسیٰ نے دوبارہ کمبل اٹھا کر جھک کے اُسکے ماتھے پر لب رکھے تو مقابل کہ چہرہ سُرخ ہو گیا  
وہ کیسے بتاتی اُسے اٹھے ہوئے کافی دیر ہوگی لیکن اُسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

"کیا شرم آرہی ہے"

وہ سوچنے کے انداز میں اُسکا ہاتھوں میں چھپا چہرہ دیکھ کر بولا تو ماہ رُخ نے پوری قوت سے ہاں میں  
سر ہلایا

تو اُسکی جلد بازی پر ایک جان دار قہقہہ کمرے میں گونجا

"عجیب ہو۔۔۔۔۔ بلکہ بہت عجیب ہو"

ہنستے ہوئے با آواز بولا

تُو کو لگا اُسکا مذاق بنایا ہے غُصہ سے کُمل اُتار اور پھینکا پھر ڈاٹھ سر پر اوڑھ کر پھوں پھوں کرتی  
واش میں چلی گئی

تھوڑی دیر میں واپس آئی تو اُسی سوٹ میں تھی بس چہرہ نکھرا نکھرا سا تھا اور پھول کی طرح کھلتی  
ہوئی محسوس ہو رہی تھی

"تمہارے پاس کپڑے نہیں ہیں؟"

وہ اپنے بوٹ کے لیسس باندھتا ہوا بولا

"نہیں"

اُسے دیکھے بغیر بولی اور شیشے کے سامنے آئی بال گیلے ہونے کی وجہ سے اُلجھنیں آسانی سے نکل سکتی  
تھیں ایک نظر اپنے آپ کو دیکھا کچھ بھی تو نہیں بدلا نہ کپڑا نہ دوپٹا لیکن پھر بھی وہ کل کی نسبت  
خوبصورت دیکھ رہی تھی

وہ اچھا خاصا شرمندہ ہوا اپنی زمرہ داریاں کو کتنی آسانی سے بھولا ہوا تھا

اُس نے پاس آکر اُس پر اور خود پر سپرے کی وہ اپنے بالوں کو گیلے ہی بندھ چکی تھی

اُسکو شانوں سے پکڑ آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا یہاں شرم سے پلکیں جھکی ہوئیں تھیں

"میں ماہر نہیں حاؤں گی"

"میں ہوں نہ۔۔۔ کیا میرے ہوتے ہوئے بھی ڈر لگے گا"

وہ سنجیدہ سا ہو کر بولا

تُو ماہ رُخ نے جلدی سے نہ میں سر ہلایا

اُس نے مسکراتے ہوئے اُسکے گیلے بال کھول کر پست پر چھوڑ دیے

[illegible]

"دیکھ لیا آپ نے وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔۔۔۔ وہ مہرانی بنی اُسکی بیڈ پر سو رہی تھی"



ناشتہ کے ٹیبل پر بیٹھی روہاب مسلسل اپنا غصہ بول بول کر نکال رہی تھی

"کرتی ہوں میں کچھ تم اپنا غصہ سنبھالو۔۔۔۔۔ وہ آئے گا ناشتہ پر تو کرتی ہوں بات "

وہ بول رہی تھی جب روہاب کی نظروں کا زاویہ تبدیل کیا تو وہ بھی اُسی جانب دیکھنے لگی

سیڑھیوں سے موسیٰ ماہ رخ کا ہاتھ تھامے ہوئے نیچے کی طرف اربا تھا دونوں کے چہرے کی مسکراہٹ دوسری طرف آگ کا کام کر رہی تھی

"یہ کیا کر رہے ہو موسیٰ کیا بھول گے ہماری روایات "

موسیٰ کو ماہ رخ کے لیے چیر کھینچتے دیکھ کر ایک جست میں دادی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور خطرناک تاثرات سے بولی پیچھے کی طرف بنے ہوئے کچن میں کام کرتی ہوئی عائشہ بیگم کے ہاتھ ایک مرتبہ کانپے ایک نظر سامنے ڈالی تو ماہ رخ کا نکھرے سے روپ شیفون کا ڈوپٹے سے جھنکتے نم بال اُن کے چہرے اطمینان لے آئے

"کونسی روایات دادی صاحب "

وہ انجان بنا ماہ رخ کو بیٹھا کر خود اُسکے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ وہ دونوں ابھی کھڑی ہی تھیں

"یہی کے تمہارے ساتھ صرف اور صرف خاندانی بہو ہی اس گُرسی پر بیٹھ سکتی ہے "

وہ غصے سے ماہ رخ کی طرف آئی تو موسیٰ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا

"ہاتھ مت لگائیے گا میری بیوی کو"

اگر موسیٰ آگے نہ ہوتا تو یقیناً وہ اب تو ماہ رخ کو چیر سے نیچے پھینک چکی ہوتی لیکن اُسکا مضبوط جسم ڈھال بن چکا تھا ماہ رخ جلدی سے کھڑی ہو کر موسیٰ کے پیچھے چھپ گئی ایک ہاتھ سے اُسکا قبض جھکڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا اپنے منہ پر رکھا ہوا تھا

"موسیٰ کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔۔۔۔ اور کیوں بھول گئے ہو کہ یہ گند کی پولٹی ہمارے بیچ نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔۔ یہاں ایک اونچے گھرانے کی ہم جیسے حسب نسب والی بہو ہی بیٹھ گئی"

وہ اپنے بلند آواز سے گرج رہیں تھیں کہاں برداشت ہو رہی تھی انہیں وہ لڑکی اپنے برابر بیٹھی ہوئی

"آج تو آپ نے یہ بات کہہ دی لیکن آئندہ اگر اس گھر میں سے کسی نے بھی میری بیوی کو غربت یہ گندگی کہ طعنہ دیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا"

وہ کہتا ماہ کو اپنے حصار میں لے چکا تھا

"ٹھیک تمہاری طرح ہی کرتا تھا تمہارا باپ بھی۔۔۔ اب دیکھ لو اپنی ماں کو کیسے اپنے بیٹے کی ہی عزت اُچھال دی بیٹی کو کسی کے ساتھ بھاگا کر "

اُنکو کچھ اور سمجھ نہ آیا تو بات اُسکی ماں کی طرف لے آئیں

"میری ماں پاکیزہ ہے بہن بھی اور جنہوں نے میری بہن کے ساتھ ایسا کیا ہے جلد ہی اُنکو اس کی سزا بھی دونگا اور بتا بھی دونگا کے پیٹھ میں چھرا گھونپنے والوں کے ساتھ موسیٰ زک کیسے پیش اتا ہے "

اُسکی بات سے دادی اور روہاب کے ہاتھ پیر پھول گئے

موسیٰ اُنکے سامنے ہونے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں سے ماہ رخ کو ناشتا کروا رہا تھا جبکہ اُسکا چہرہ گلنار ہو چکا تھا سب کی مجودگی میں موسیٰ نے یہ حرکت ایک سیکنڈ نہ بائی لیکن اُسکے لمس اُسکی خوشبو آج سارے ڈر ختم کیے ہوئے تھی وہ شخص اُسے اعصاب پر پوری طرح بھاری تھا اُسکی احساس محرومی کہیں دور تھیں بس اُسے اپنا آپ پہلی بار متبرک معلوم ہو رہا تھا

جب کے دوسرے نقوش ساکن تھے با مشکل سے ظاہری طور پر ناشتے میں مصروف لیکن توجہ کہیں اور تھی

"اور دوسری بات میری غیر موجودگی میں کوئی بھی میرے کمرے یہ میری بیوی کے پاس نہیں جائے گا ورنہ اچھا نہیں ہوگا"

کھانا کھا کر اٹھتے ہوئے وارننگ دی اور ماہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب چلا گیا  
"کدھر جارہے ہو اتنی صبح"

پیچھے سے دادی نے پوچھا ماہ رُخ بھی بے خبر تھی کہ وہ کہاں جارہے ہیں مگر پھر اُس کی پیروی میں تھی

وہ جواب دیئے بغیر چلا گیا

"دیکھا۔۔۔ دیکھ لیا آپ نے۔۔۔۔۔ یہ ہے اہمیت آپ کی آپ کے سامنے ہمیں دو کوڑی کا کر کے چلا گیا اور آپ راستہ دیکھتی رہ گئیں۔۔۔ کیسے وہ ہمارے سامنے اُس دو ٹکے کی لڑکی کو اہمیت دے رہا تھا"

اُس کے جاتے ہی روہاب پھٹ پڑی کہاں برداشت تھا اُسے یہ سب اپنی نہ قدری  
"تو تمہاری عقل تب کہاں تھی جب وہ نکاح کر رہا تھا تم سے سوچنا تھا نہ یہ سب۔۔۔۔۔ آپ دیکھو  
نئی نئی بیوی ملی بھی کیسے بھول گیا ہے انہیں جنہوں نے اپنی گود میں کھیلا ہے"



وہ خود سے تہیہ کرتی تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کو چلی گئی

جبکہ پیچھے دادی کو اپنے اعمال کے سامنے آنا کا ڈر ہر چیز سے بیگانہ کیے ہوئے تھا

.....

"میں بتاتی ہوں تمہیں تمہاری بیوی تمہارے پیچھے کون سے گل کھالتی رہی ہے "

ایک نظر پر سکون کھڑی مرزا کو دیکھا اُسکا پُر سکون چہرہ اُنکے غصے کو ہوا دے رہا تھا کتنی دھیٹ ہو  
چکی تھی پچھلے ایک ہفتے سے نگہت بیگم کے سامنے نہیں آرہی تھی اور آج اُس نے صاف صاف کہہ  
دیا تھا کہ وہ عمر سے ہرگز طلاق کا مطالبہ نہیں کرے گی چاہیئے وہ کچھ بھی کر لیں سو نگہت بیگم  
نہ اپنے بنائے ہوئے پلان کو عملی جامہ پہنایا

"میں سنا چاہتا ہوں کہ کیا کرتی رہی ہے میری بیوی میری غیر موجودگی میں "

سیب کی ایک سلاسل منہ رکھتے ہوئے بولا تو نگہت بیگم صوفے پر سیدھے ہو کر بیٹھی کیوں کے اُنکے  
مطابق کچھ دیر تک مرزا کو طلاق مل جائے گی اور نئی بہو آئے گی جو اُسکی اپنی پسند کی ہوگئی  
"پتہ نہیں سارا دن کدھر کس سے ساتھ گل چھڑے اڑاتی تھی میں بوڑھی عورت اب کیا کر سکتی  
تھی ان ہڈیوں سکت کہاں جو اسے روکتی پتہ نہیں میرے بیٹے کو تو ایک اولاد نہ دے سکی اُسکے

سائنس لینے کا وقفہ درمیان میں آیا تو مرحا کا منہ آدھا کھلا ہی رہ گیا اتنا بڑا الزام

عمر میٹھیں ضبط سے مینچے سُرخ آنکھوں سے اُنہیں دیکھ رہا تھا

"میں پھر وہی ساس نہیں بیٹی بن کر دیکھا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی کہیں میرا بیٹا کچھ کر  
نہ بیٹھے کبھی کسی کام کا نہ کہا لیکن کہاں آج تو اس لڑکی نے حد کر دی۔۔۔۔۔ تہمارے سامنے ہے  
عمر کبھی میں کہا ہے بچے کا نہیں میں تو کہتی جب اللہ کی مرضی ہو گئی لیکن نہیں آج اس نے مجھے۔  
کہا یہ اپنی عیاشیاں جاری رہے گی۔۔۔۔"

ابھی الفاظ میں ہی تھے جب عمر اپنی جگہ سے اُٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مرہا تک پہنچا

اور اگلے ہی لمحے اُسکے چہرے پر اُسکا لال نشان چھوڑ گیا

یہاں مرہا کا سے ایک تھپڑ سے گھوم گیا اُسے لگا چند سینڈ میں اُسکی دُنیا ہلا دی گی ہے اور دوسری طرف نگہت بیگم کے چہرے پر تمسخر اڑاتی مسکراہٹ آئی جسے جلدی سے معدوم کر گئیں

"کتنے پیسے مانگو گے میں دوں گی۔۔۔ جو بھی کہو گے میں کرو گی لیکن مجھے وہ لڑکی ہر صورت برباد  
ہوئی چاہیے ہے"

روہاب اپنے ازلی غصے کے ساتھ آج اُسے شخص کے پاس کھڑی تھی جس کی وجہ سے موسیٰ کو ٹھکرا  
گئی تھی

"مجھ سے پھر شادی کرو گی"

وہ چہرے پر شیطانیت لیے بولا

"ہاں کرو"

"نہیں روہاب بیگم مجھے پتہ ہے تم موسیٰ سے شادی کرو گی اور مجھے پہچانے سے انکار کر دو گی"

وہ اپنا ہاتھ اُسکے چہرے پر پھیرتا ہوا بولا

"نہیں میں پاگل ہوں جو اس نفسیاتی انسان کے ساتھ رہوں گی۔۔۔۔۔ بس اُسے برباد کرنا ہے

موسیٰ کو مجھے کھرنے کا سبق دینا ہے"

وہ اُسے یقین دالتی ہوئی بولی



وہ آنکھوں میں خیمیت لیے ہوا بولا

وہ اسکے ماننے پر جلد بازی میں بولی

"کہیں تم مجھے پھنسا تو نہیں"

وہ اکتا کر غصہ میں بولی

"یقین ہے میری جان بس پیسے مجھے وقت پر ملنے چاہیے"

"کیا تم پیسے بھی لو گئے"

وہ بے یقینی سے بولی

"تو تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے شادی کے لارے پر رہو گا۔۔۔۔۔ شادی بعد کا مسئلہ ہے مجھے بس ابھی پیسے چاہیے وہ بھی پورا ایک کروڑ"

وہ لالچی ہوا تھا۔۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میرے پاس اتنے پیسے ہونگے۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہے بیس لاکھ دوں گئی"

وہ صاف مکر گئی

"روہاب بیگم تم بھول رہی ہو۔۔۔۔۔ مجھے موسیٰ زرک کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کا کہہ رہی ہو مطلب اگر میں پھنس گیا تو میرے جسم ایک ایک ٹکرا وہ کتوں کے آگے ڈالے گا اور مجھے زندگی اتنی نہ عزیز نہیں کے اتنے کم پیسوں میں شیر کی کشار ہاتھ ڈالو"

وہ سمجھنے والے انداز میں بولا

"ٹھیک ہے لیکن آدھے پیسے کام ہونے کے بعد دوں گئی۔۔۔ اور تم کام ہونے کے الگ ہی گھنٹے یہ ملک چھوڑ دینا معاملہ ٹھنڈا ہو گا تو بولا لوں گی تمہیں"

وہ اپنا بیگ اٹھا کر تنبیہ کرتی بولی اور ٹھک ٹھک قدم اٹھاتی ہوٹل سے باہر چلی گی

"ایسی پاگل عورتیں بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی کسی بھی گھر کے لیے"

وہ اپنا موبائل ٹیبل سے اٹھا کر اُسکا ریکارڈر اُف کرتا ہوا بولا

"پرانی عورتوں پر یقین کرنا کسرے میں ہی جاتا ہے روحاب بیگم۔۔۔۔۔ لیکن میں کسی بھی صورت گھائے کا سودا نہیں کروں گا"

مسکراتے ہوئے اپنا موبائل جیب میں رکھتا باہر کی طرف چل دیا

"ان لوگوں کے لئے تم اپنے شوہر سے جھوٹ بولتی رہی ہو کے میں خوش ہوں جو تمہاری عزت کی دھجیاں

اڑاتے ہوئے یہ بھی نہ سوچ سکیں کے اُنکے بیٹے کی عزت ہو"

کالے کپڑوں میں مبلوس مرہا کے کندھے کو دبوچ کر اُسکی پانی سے بھری ہوئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا  
تو اُسکی سخت آواز پر لب بھیج گئیں

"عمر"

نگہت بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں پہلے جہاں اُنکی پر مسکراہٹ تھی وہاں اب کسی انہونی کا خوف قبضہ جمائے

ہوئے تھا

"ٹھیک کیا تھا بابا صاحب نے آپ کے ساتھ ورنہ آپ تو اُنکا سارا خاندان تباہ کر دیتی کتنی مُجت تھی آپ سے مجھے

کتنا مان تھا مجھے کہ جب میں یہاں نہیں تھا مجھے یقین تھا میری بیوی محفوظ ہے لیکن مجھے کیا پتہ تھا جن کے ہاتھوں اپنی عزت سوئپ کر آیا ہوں وہی اُسے سر بازار نیلام کر دیں گے"

ایک ایک لفظ دُکھ سے لبریز تھا دُنیا کا سب سے بڑا دُکھ جو مضبوط سے مضبوط انسان کو چند لمحوں میں توڑنے کی سکت رکھتا ہے تو وہ کسی پر کیا ہوا اندھے کا ٹوٹنا ہی ہوتا ہے

"عمر تم اپنی بیوی کی کر توت چھپانے کے لیے مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہو تمہیں پتہ ہے میرے پاس ثبوت ہیں کہ یہ ماں نہیں بن سکتی"

انہوں نے اپنی ساڑھی کا پلو سنبھلتے ہوئے ٹرخ کر جواب دیے

"آپ کی وجہ سے میں اپنے باپ کے سائے سے محروم رہا آپ کی وجہ سے مجھے اپنی بیوی کے سامنے نظریں جھکانا پڑیں اور جس بات کی وجہ سے آپ اس کی عزت کو اُچھال رہیں ہیں وہ بات مجھے ایک سال سے پہلے سے معلوم ہے اور مجھے نہیں لگتا یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ عزت کو تار تار کر دیا جائے یا تو اللہ کے معاملے ہیں جس کو چاہے اُسے اس نعمت سے نواز دے جسے چاہے اُسے ازمانش میں ڈال دے آپ اور میں کون ہوتے ہیں اُس کے فیصلوں کی وجہ سے کسی پر جینا حرام کر دیں"

اسکے اندر سموئے ہوئے لاوے کو نکلنے کا موقع ملا تھا تو سارے حساب برابر کرنا چاہتا تھا

نگہت بیگم سے آگے بات نا بن سکی بس خون خار نظروں سے نظریں جھکائے ہوئے کھڑی مر حاکمہ پر تھیں

"مر حاکمہ میں جاؤ"

مصنوعی آنسوؤں کو پلو سے صاف کرتی صوفی پر ڈھکیں

عمر کے الفاظ ابھی بھی سخت اور لہجہ کاٹدار تھا

وہ جابیاں اٹھاتا باہر کی طرف چلا گیا

"پتہ نہیں اس لڑکے کو عقل کب آئے گی بس بیوی کا عشق سر چھڑ کر بول رہا ہے"

اپنا چہرہ صاف کرتی ہوئی بولی اور پیچھے کو ٹیک لگا گئیں کیوں کے ایک پلان ناکام ہوا تھا

A horizontal row of 16 circles. The first circle is black, followed by a white circle, and this pattern repeats eight times.

سردی اپنے جو بن پر تھی ہر ذی روح کپکپاتی سردی سے بچنے کے غرض سے بستروں میں خرگوش کے مزے لے

تھے وہیں گاؤں کے بچوں بچ بنی حویلی کے مکین آج شاید روشنیاں بند کرنا بھول گئے تھے یہ پھر اُنکے کے اندر دہکتے لاوے کو نکلنے کا انتظار اس قدر تھا کہ رات ختم ہونے کہا انتظار دھو بر تھا

رات کے دوسرے پہر روہاب دم جلی بلی کی طرح پورے لاؤنچ میں دھندلاتی ہوئی چکر کاٹ رہی تھی ایک طرف پلان کے ناکام ہونے کی فکر اور دوسری طرف اپنے کارنامہ آشکار ہونے کا وہم اُسے نیندوں سے دور رکھے ہوئے تھا

اُسکی جلتی ہوئی آنکھوں میں شام کا منظر آیا تو دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے ایک دوسرے میں جھکڑا چند گھنٹے پہلے کا منظر

روہاب کو ائے ہوئے کافی وقت بیت چکا تھا لیکن صبح سے غائب دو وجود ابھی تک گھر نہیں آئے تھے اوپر سے سونے پر سہاگہ تائی امی (موسیٰ کی ماں) کے تیور آج آسمانوں کی بلندیوں کو چھو رہے تھے آج نہ اُنہوں نے روہاب کی کھانے کے لیے منتیں کی تھیں اور نہ ہی کھانا پیش کیا تھا البتہ کمرہ سے باہر نہیں آئی تھیں صوفے پر بیٹھی روہاب کی نظریں داخلی دروازہ پر ہی مرکوز تھیں جب موسیٰ کی گاڑی آکر روکی روہاب اپنا موبائل کے سہارے کن نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی

موسیٰ کے ایک ہاتھ میں کافی سارے شاپنگ بیگ تھے اور دوسرے میں ساتھ چلتی ماہ رُخ کا ہاتھ جو کافی تھکی ہوئی محسوس ہوئی تھی

اور ماہ رُخ کے دوسرے ہاتھ پر برنولا لگا ہوا تھا



محبت کی وارث بن گی اُسکا شوہر اُسے سر آنکھوں پر بٹھائے ہوئے تھا اُسکی خواہشات بغیر کہے پوری کر دیں گئیں تھیں

"کاش اسکے ماں اُسے اس محل میں دیکھ سکتے دیکھ سکتے کے جس کو وہ منہوس اور زحمت کا سبب سمجھتے تھے جس کو کبھی گھر میں کسی نے محبت کی نظر دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی کیسے وہی لڑکی آج دُنیا کی خوش قسمت لڑکیوں میں شامل ہوئی تھی وہ جسے لوگ پاگل کہہ کر دور بھاگتے تھے کل موسیٰ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ایک نظر دیکھ کر رشک کر رہے تھے۔۔۔ کاش کوئی اُسے دیکھ سکتا اُسکی خوش قسمتی کو مان سکتا"

وہ ان سوچوں میں تھی جبکہ دروازے میں کھڑی عائشہ بیگم اُسکی نظر ہی نظر میں بلائیں اُتار رہی تھی اُسکے دیکھتے ہی کہنے لگی

"میں بدل لیتی ہوں"

وہ تھوڑی شرمندہ ہوئی اور اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جو کافی حد تک گندے تھے البتہ آج اُنکو پہنے ہوئے

تیسرا دن تھا عجیب بات تھی کے موسیٰ نے ایک مرتبہ اُسے اس متعلق کوئی بات نہیں کہی تھی

"یہ پہنو۔۔۔۔۔ ہمارے زمانے میں تو نئی دُلہن ایک ماہ تک سچ سنور کر رہتی تھی ہاتھوں میں چوڑیاں اور

آنکھوں میں سُرمہ لگا کر شوہر کے آنے سے پہلے تیار ہوتی تھی تم بھی خیال رکھا کرو۔۔۔۔۔ شوہر تھکا ہارا گھر

ائے تو آگے سے وہی بھجسا چہرہ دیکھ کر غصہ ہی ہو گا"

وہ لال رنگ کی شورٹ فرائ اُسکی طرف کرتی ہوئی اچھی خاصی جھاڑ پیلا چکیں تھیں سچ میں اُنکو بُرا لگا تھا اُسکا ایسا



حلیہ

"جی امی میں پہلے چیزیں سمیٹ لوں"

وہ بیڈ پر سے چیزیں ہٹانے لگی جب عائشہ بیگم نے اُسکا ہاتھ پکڑا

"میں اُٹھاتی ہوں ٹم جاؤ نہہا کراؤ"

وہ اُسے کہتی خود کپڑے سمٹنے لگی تو ماہ رخ کپڑے اُٹھاتی واشروم میں گھس گئی

تھوڑی دیر میں وہ باہر آئی تو عائشہ بیگم نے زبردستی اُسکو لپ اسٹک لگانے کا کہا تو اُسکے بالوں کو کنگھی کر کے کھولے چھوڑ دیا

"ماشاء اللہ"

اُنہوں نے مکمل جائزہ لیتے ہوئے کہا اور پیشانی پر لب رکھے اُنکے لمس ممتا کے جذبات سے لبریز تھے جن کو ماہ رخ آنکھیں بند کر کے محسوس کر رہی تھی

"اب بیٹھو ادھر تم اس گھر کی بہو ہو اور سب کچھ تمہیں ہی سنبھلنا ہے آج نہیں تو کل"

وہ اُسے صوفے پر برابر بیٹھتے ہوئے بولی وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ماہ رخ بھی اُنکی طرف دوسروں کے حکم کا انتظار کرے بلکہ خود سب کچھ سنبھلے

جبکہ کے باہر کی کھڑکی میں کھڑی روہاب کے اب پاؤں سن ہو چکے تھے اُنکے جانے کا انتظار کرتے ہوئے

"کیا اُن کا کوئی بڑا بھائی نہیں ہے"

"ہاں ہے روہاب کا بڑا بھائی عمر حاتم میر لیکن اُسکی ماں خاندان سے باہر کی تھی اور حویلی کے اصولوں کے مطابق وہ وارث کا حصہ دار نہیں ہو سکتا ایک اُسکی بہن تھی لیکن وہ لوگ چھوٹے ہی تھے تو روہاب کی ماں نے دوسری عورت پر الزام لگا کر بے دخل کر دیا تھا اسکے بعد پتا نہیں وہ کہاں گے کہاں نہیں۔ لیکن اب موسیٰ ہی وارث ہے سب کچھ کا"

وہ تحمل سے بتا رہی تھی جب ماہِ رخ کے چہرے پر تاثرات اچانک بدلے  
خود پر قابو کر رہی تھی جبکہ آنکھیں بالکل سُرخ تھیں وہ خود اس بیماری پر قابو پانا چاہتی تھی اس مکمل مرد کی مکمل  
عورت ہونے کا شرف حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن اُسے لگا بس سے باہر ہے دماغ پھٹ رہا اُسے بھول رہا تھا سامنے  
کون کھڑا ہے

"تم۔ آ۔ آپ"

وہ اُن سے مخاطب تھی جو کچھ بول رہی تھیں لیکن سنائی کچھ نہیں دے رہا تھا

"تائی۔۔۔۔۔ نیچے کوئی ملنے آیا ہے آپ سے"

وہ کھڑکی سے ہو آواز کو دھیمار کھ کر بولی تو عائشہ بیگم آواز کو تعاقب کیا بغیر ہی دروازے کی طرف گئیں بغیر پیچھے کو دیکھے بغیر یہاں خود پر ضبط کرتی ماہِ رُخ بے حال ہو چکی تھی

انکے جاتے ہی روہاب مسکرائی اور جلدی سے پیچھے ہو کر اپنا موبائل پر نمبر ملانے لگی

"ہاں جلدی سے آجاؤ سب کلیر ہے"

وہ جو اُسکے انتظار میں بیٹھا تھا جلدی سے دیوار سے نیچے کودا اور روہاب کی پیروی میں کمرے کی طرف آیا جبکہ وہ خود منظر سے ہٹ گئی تھی

.....

گاڑی اپنے راستے کی طرف گامزن تھی عمر ڈرائیونگ سیٹ پر تیوری چڑھائے اپنی نظریں راستے پر جمائے ہوئے تھا

برابر والی سیٹ پر نگہت بیگم جبکہ پیچھے والی پر مرھا گہری نیند کے مزے لوٹ رہی تھی

"کیا فائدہ اب اُن گلیوں میں واپس جانے کے جب اُنہی گلیوں نہ ہمیں بے سہارا کیا تھا"

نگہت بیگم کا مطمئن چہرہ دیکھ کر ایک مرتبہ پھر شروع ہوا

"میں چاہتی ہوں وہاں تمہیں معلوم ہو کے میں تمہیں باپ کے سائے سے محروم نہیں کیا بلکہ اُسے خود مجھے نکالا تھا یہ پرواہ کیے بغیر کے دودھ پیتی ایک سال کی بچی میری گود میں تھی۔۔۔۔۔ تب میں نے اپنی جوانی برباد کر کے تم لوگوں کو جوان کیا اور میں کیسے برداشت کر لو یہ بات جس کا طعنہ مجھے تم نے کل دیا ہے"

وہ اپنی پوزیشن کلیر کرتی ہوئی بولی

دونو طرح اُنکا ہی فائدہ تھا ایک وہ دیکھنا چاہتی تھی کے ایک جوان بیٹا ہے جس کا قانونی اور دینی حق ہے اُس حویلی میں جبکہ

دوسری طرف وہ چاہتی تھیں کہ بیٹا ایک مرتبہ پھر اسکا مترف ہو جائے اور کل والی واقعہ کے بعد اچھا موقع ہاتھ لگا تھا اور اُسے ضائع نہیں کرنا تھا

"جو بھی ہے امی میں نہیں چاہتا ہم اپنے مسئلوں کی گواہیاں اُن لوگوں سے لیں جنہوں نے ہمیں خود سے اُتار کر پھینک دیا تھا"

وہ سپاٹ تاثرات لیے بولا اور بیک مرار سے پیچھے سوتی ہوئی مرحا پر ڈالی جو سوتے ہوئے معصوم سے بچے کی طرح ڈور کی سائڈ پر جھکی ہوئی تھی غالباً کافی گہری نیند میں تھی اسکو دیکھ کر عمر کی آنکھیں مسکرائیں

کل رات دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ کوئی بچہ گود لیں گے جس کے بعد مرحا بہت زیادہ خوش تھی اور عمر اُسے دیکھ کر بہت مطمئن تھا

عمر نہ اپنی ماں کی طرف دیکھا کیسے خود کے لیے اتنی اصول پسند تھی لیکن دوسرے پر الزام لگاتے وقت ایک ظلم عورت ہی ثابت ہوئیں تھیں

[illegible]

کمرے سے عجیب سی دل خراش چیخیں اور ساتھ چیزیں ٹوٹنے آوازیں آرہیں تھیں موسیٰ کو کسی گارڈفون کیے تھا اور وہ پندرہ منٹ کا راستہ چار منٹ میں طہ کر کے بھاگتا ہوا آیا تھا

روہاب اپنے کمرے میں تیز میوزک لگائے اور ساتھ میں اوپر سے آتی ہلکی ہلکی چیخوں سے لطف اندوز ہوتی  
کمرے کے وسط میں کھڑی اپنی تیاری کو آخری ٹیچ دے رہی تھی کیوں کہ دادی اور اُسکے پلان کے مطابق  
موسیٰ ماہِ رخ کو طلاق دے گا اور اگلے ہی لمحے وہ روہاب کا نکاح کروادیں گیں

موسیٰ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر گیا گاڑ اور عائشہ بیگم کمرے کے پاس کھڑے تھے عائشہ بیگم کا تورور وکر بُرِحال تھا کیوں کہ کمرے سے ماہِ رخ کے ساتھ آوازیں کسی مرد کی بھی تھیں

موسیٰ نے آتے ہی گن گارڈ سے پکڑ کر لاک پر نشانہ لیا اور فائر کی آواز پر وہ لاک دور جاگرا

"تم لوگ جاؤ"

دروازہ کھولنے سے پہلے ہی گارڈ کو ازگارے برساتی آنکھوں سے کہا اور وہ جلدی سے پیچھے ہوئے اور موسیٰ نے

پوری قوت سے دروازہ کھولا

حالات کی سنگینی کا اندازہ اُسے آوازوں سے ہو چکا تھا یقیناً اُسکی عزت اُسکے گھر میں غیر محفوظ ہوئی تھی اور دوسرا جو اُسکی جسم سے جان نکالنے والی بات تھی وہ یہ تھی کہ وہ ذہنی طور پر ابھی بالکل ٹھیک نہیں ہے کوئی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے اُسکے ساتھ

دروازہ کھولا اور کمرہ پوری طرح بکھرا ہوا تھا ایک بار آنکھیں بند کیں اور ساتھ ہی کوئی کانپتا ہوا وجود اُسکے جسم سے آکر لگا

آنکھیں کھولیں تو فرش پر خون تھا اور کوئی وہاں کر رہا تھا لیکن وہ ماہ رخ نہیں تھی وہ تو بالکل صحیح سلامت اُسکے ساتھ لگی کھڑی تھی

ایک دو تین چار پانچ

منٹ لگے اُسے سب سمجھنے میں مطلب اُسکی بیوی خود کا تحفظ کرنا جانتی تھی اُسے پرواہ نہیں تھی سامنے زمین پر پڑا انسان زندہ بھی ہے یہ نہیں یہ پھر کون ہے اُسے اتنا پتہ تھا اُسکی متاع جان بالکل ٹھیک ہے

"خون"

وہ اُسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے ہوئے بولی

"اگر زندہ ہوا تھا آج میرے ہاتھوں مر جائے گا۔۔۔۔۔ تم تو ٹھیک ہونہ"

اُسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے بولا

دادی موسیٰ کی باتوں کا اثر لیے بغیر نگہت کے ساتھ پھٹ پڑیں

عمر کو لگا اُس کی ماں اُسکی عزت اُتار کر قدموں میں رکھ دی ہے دو کوری کا کر کے رکھ دیا ہو حالانکہ وہ کسی اور کام ائے تھے

"یہ پیسا یہ عزت یہ سب کچھ آپ کو روہاب کو مبارک ہوں نہ مجھے کسی سے معافی چاہیے اور نہ اور کچھ"

اُس نے ایک نظر سیڑھیوں پر ڈالی یہاں اُسکے کہنے کے مطابق ماہ رُخ ہنڈ کیری اور اُٹیچی اُٹھائے نیچھے کی طرف آرہی تھی

"موسیٰ میری بات تو سنو"

اُسکی بات پر جلدی سے کھڑی ہوئیں لیکن موسیٰ اپنی ماں کا ہاتھ پکڑے باہر جا چکا تھا پھر چند سیکنڈ میں واپس آیا اور ماہ رُخ کے ہاتھ سے سامان لے کر ایک ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑے منظر سے غائب ہوا

چند لمحوں کا کھیل تھا جو ابھی بھی دادی صاحب کے زہن میں فٹ نہیں ہوا تھا

نگہت بیگم مسکرائی یہی تو موقع تھا ہر چیز پر حکمرانی کرنے۔ کا ایک بوڑھیا تھی اور ایک لڑکی اُن دونوں کو منٹوں میں ایک سائڈ پر کر سکتی تھی

"اب مان لیں کے آپ کا وارث عمر حاتم ہی ہے"

صوفی پر بیٹھی ہوئی دادی کے پاس آکر بولی

"امی مجھے نہیں چاہیے ایسی جائیداد جو سب کچھ نکل جائے آئیں واپس چلیں"

عمر اپنی جگہ پر کھڑا ہوا



"تم جانا چاہتا ہو تو جاؤ میں تو اپنا حق لے کر واپس آؤں گی اپنی محرومیوں کے بدلہ لے کر"

کافی دیر عمر اُنکو مناتا تھا آخر کوماں تھی لیکن اب اُنکے سر پر پیسہ سوار تھا سو اُسے ناکامی ہوئی

شیطان جیت گیا

.....

"بیٹا چپ کر جاؤ بابا سو رہے ہیں"

ماہ رخ چھوٹی سی گڑیا جو ڈیڑھ سال کی تھی اُسے چپ کرواتے ہوئے بولی لیکن وہ شاید سننے کے موڈ میں نہیں تھی

اُسے لیے ایک ہاتھ سے ماہ رخ کے بال کھینچ رہی تھی اور دوسرا آنکھوں میں گھسے رو رہی تھی

آج اتوار تھا جس کی وجہ سے موسیٰ اگلی پچھلی نیندوں کی کثر نکال رہا تھا

"نور میری جان ادھر آ جاؤ"

موسیٰ نے نیند سے بوجھل آنکھیں کھولیں اور اپنی باہیں پھیلا دیں اُسکی آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ یکدم خاموش ہوئی اور اُسکی طرف لپکی

"موسیٰ ابھی سو جائیں نہ۔۔۔۔۔ پھر رات تک شاہ میر آپ کو سونے نہیں دیتا"

وہ فکر مند سی ہو کر بولی جبکہ نور اُسکی باہوں میں مکمل لٹک رہی تھی

"کچھ نہیں ہوتا اب اُٹھ گیا ہوں اپنی گڑیا کے ساتھ کھیل لیتا ہوں تم جاؤ اچھے سے تیار ہو جاؤ۔۔ دیکھو کیا حال بنایا ہوا ہے"

ماہ رخ نے ایک نظر خود کو دیکھا پہلے ہی وہ اچھی خاصی تیار تھی

## بلکل باپ پر گیا

اور جتنی عزت و احترام اُسے موسیٰ کو دیا تھا شاید ہی کوئی اور لڑکی اُسے دے پاتی  
زندگی خوبصورت تھی اور تلخ حقیقتیں بہت پیچھے رہ گئیں تھیں

"ماما یا بولا رہے ہیں کھانا تیار ہے"

چھ سال کی میرپ نے آکر بیڈ پر لیٹی ہوئی مرھا کو بتایا

جو مسکراتی ہوئی اُٹھی اور اس ننھی پری کامنہ چوما

اُسے عمر اور مرھانہ یتیم خانے سے گود لیا تھا جس کے بعد زندگی بدل گئی تھی ہر صبح حسین ہوتی تھی

اُسکا ہاتھ پکڑے کچن تک آئی یہاں بڑی مہارت سے عمر کھانا لگا رہا تھا قدموں کی چاپ پر نظریں اُٹھا کر مرھا

کے بھرے بھرے سے وجود کو دیکھا وہ تخلیق کاری کے آخری مرحلے پر تھی

ڈاکٹر کے مطابق ایک مجہزہ تھا ورنہ کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا کہ وہ ماں بن پائے لیکن یہ خبر اُنکی زندگیاں

جنت کر گئی تھی اُسکے بعد دونوں باپ بیٹی نے مرھا کو بیڈ سے نیچے قدم رکھنے نہیں دیا تھا سارا کام خود ہی کرتے

تھے اور کبھی کبھی تو مرھا اُنکے کام سے اچھی خاصی بد مزہ ہوتی تھی

"ماما بھائی میرے ساتھ سویا کرے گانہ؟"

یہ روز پوچھے جانے والا سوال تھا جس پر دونوں مسکرائے

"جی میری جان"

عمر نے مرھا کی جگہ جواب دیا تو اُسکا قہقہہ گونجا زندگی سے خوشیوں سے بھرپور یہاں کسی چیز کی کمی نا تھی

ختم شد